بفیض: تاجدارِ اہلِ سنت حضور مفتی اعظم محمد مصطفیٰ رضا قادری نوری رضی اللہ عنہ

رہتا ہے نام علم سے زندہ ہمیشہ داغ! اولاد سے تو بس یہی دو پشت، چار پشت

فضیلتِ علمِ دین

اور

قرآن صحیح پڑھنے کا طریقہ

مؤلف

حضرت مولانا صوفی عبد الصمد قادری رضوی نوری

خلیفہ حضور بدر ملت، تاج الشریعہ و علامہ میاںسی صاحب قبلہ

رفیع گنج، ضلع اورنگ آباد (بہار)

شائع کردہ

مجاہد سنیت علاء الدین قادری رضوی نوری

احمد نگر، ڈومرو، نوری گلی، سیونڈیہہ، ضلع بکارو (جھارکھنڈ)

Mob: 8252573711

بفیض روحانی: تاجدار اہلسنّت شہزادۂ اعلیٰحضرت سرکار حضور مفتی اعظم قدس سرہ

علم وہ دولت ہے جو مٹتی نہیں۔ بانٹنے سے وہ کبھی گھٹتی نہیں

فضیلت علم دین

اور

قرآن صحیح پڑھنے کا طریقہ

مؤلِّف

خلیفۂ حضور بدر ملت

حضرت مولانا صوفی عبد الصمد صاحب قادری رضوی

رفیع گنج ضلع اورنگ آباد (بہار)

شائع کردہ:

مجاہد سنّیت محمد علاء الدین قادری رضوی نوری

احمد نگر ڈومرو، نوری گلی سیونڈیہہ، ضلع بکارو (جھارکھنڈ) Pin. 827010

Mob: 8252573711

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں

کتاب کا نام: فضیلت علم دین اور قرآن صحیح پڑھنے کا طریقہ

مؤلفہ: خلیفۂ حضور بدر ملّت و حضور تاج الشّریعہ و علامہ میلسی
حضرت مولانا صوفی عبد الصمد صاحب قادری رضوی نوری
قادری منزل، محلہ بابو گنج، رفیع گنج، ضلع اورنگ آباد (بہار)

تقدیم: فاضل بغداد حضرت علامہ انیس عالم سیوانی صاحب لکھنؤ (یوپی)

حسب فرمائش: حضرت مولانا محمد آفتاب عالم صاحب رضوی، مقام جاس،
ومجاہد سنّیت ورضویت حافظ وقاری محمد عرفان رضا قادری بکارو (جھارکھنڈ)

پروف ریڈنگ: حضرت مولانا عبید الرضا عرف محمد شاہ عالم صاحب نوری
بانی واستاذ: مدرسہ گلشن بدر رضا، رضا نگر (حسام پور) بلرام پور، یوپی

کمپوزنگ: مولانا انوار رضا قادری رفیع گنج ضلع اورنگ آباد (بہار)
ومولانا محمد نسیم صاحب قادری لکھنؤ 9794078320

تعداد: ۳۱۰۰/عدد

سن طباعت: شوال المکرم ۱۴۴۲ھ بمطابق مئی ۲۰۲۱ء

نوٹ: یہ کتاب برادر طریقت شیدائے مفتیٔ اعظم ہند محمد علاء الدین رضوی مقام احمد نگر ڈومرو سیونڈیہہ، بکارو (جھارکھنڈ) کی جانب سے ایک ہزار کی تعداد میں ان شاء اللہ تعالیٰ مفت تقسیم ہوگی۔ رب کریم ان کی اس دینی خدمت کو قبول فرمائے اور نعمت دارین سے مالا مال فرمائے۔ آمین 8252573711

مندرجہ ذیل حضرات سے کتاب حاصل کریں

(۱) غلام حسن قادری بکارو 9031914037
(۲) حضرت مولانا صوفی عبد الصمد صاحب قادری رفیع گنج 9764135477
(۳) فیضی بک ڈپو بڑھئی پوروا ضلع بلرام پور 7310136814
(۴) ڈاکٹر محمد الیاس قادری رضوی کانپور 8299636031
(۵) مولانا حامد رضا بہرائچ شریف 7800635047
(۶) مولانا عبید الرضا نوری ہشام پور ضلع بلرام پور 9198139649
(۷) حبیب رضا قادری بلرام پور، یوپی 8924808786
(۸) اورنگ زیب بھائی یار علوی 9956689276
(۹) حضرت مولانا احسان الحق صاحب رضوی بیگن واڑی، ممبئی۔۴۳ 8655717860

فہرست مضامین

حمد باری تعالیٰ

از: اجمل العلماء حضرت علامہ اجمل حسین صاحب علیہ الرحمہ

بیاں ہو حمد تیری کس طرح ہم ناتوانوں سے
کہ برتر ہے تو وہموں سے خیالوں سے گمانوں سے

گلستان جہاں میں سب تیری تسبیح کرتے ہیں
لسان حال سے دل سے جوارح سے زبانوں سے

بلاشک تو ہے سب عیبوں سے پاک اور متصف ہے تو
تمام اوصاف سے اور خوبیوں کی ساری شانوں سے

ازل سے حمد ہوتی ہے ابد تک ہوتی جائے گی
کہاں حق حمد کا ہوگا ادا ان مدح خوانوں سے

تیری وہ حمد ہے جو تو نے اپنے آپ فرمائی
کہ بالا تر ہے وہ محدود لفظوں اور بیانوں سے

جہاں سارا طلب کرتا ہے تجھ سے اپنی ہر حاجت
ہر اک کی جھولیاں بھرتا ہے تو اپنے خزانوں سے

لٹاتا ہے کوئی درہم کوئی زر نام پر تیرے
گزر جاتے ہیں اس کوچہ میں کتنے اپنی جانوں سے

عزیزوں کو کٹانا گھر لٹانا جان دے دینا
تیرے عشاق گھبراتے ہیں کب ان امتحانوں سے

کرے اجملؔ ثنا کیوں کر کہ ناواقف ہے منزل سے
وہی چلتے ہیں اس رہ میں جو واقف ہیں نشانوں سے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تأثر گرامی

از: حضرت مولانا مفتی ابوالحسن صاحب قبلہ مدظلہ العالی
استاذ و مفتی جامعہ امجدیہ گھوسی ضلع مئو

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَاٰلِہِ الۡفَخِیۡمِ

عامل شریعت، واقف طریقت، مؤید مسلک اعلیٰ حضرت، خلیفۂ حضور سرکار بدر ملت حضرت مولانا صوفی عبدالصمد صاحب قبلہ دام ظلہ العالی کی تازہ ترین تالیف ''فضیلت علم دین اور قرآن صحیح پڑھنے کا طریقہ'' مطالعہ نواز ہوئی ماشاء اللہ موصوف گرامی ایک متحرک و فعال نہایت محتاط اور متورع، کثیر کتب و رسائل کے مرتب و محقق ہیں۔ نیز افضل العلما والفقہاء بدر ملت علامہ بدرالدین احمد صدیقی رضوی علیہ الرحمہ مصنف سوانح اعلیٰ حضرت کے منظور نظر و خلیفۂ ارشد ہیں، مسلک خواجہ و رضا کے سرگرم حامی و ناصر، شہنشاہ بغداد، سرکار غوث اعظم کے والہ و شیدا، سرکار مفتئ اعظم قدس سرہ کے مخلص مرید اور سلسلۂ عالیہ قادریہ نوریہ کے مبلغ، سینکڑوں مریدوں کے پیر و مرشد ہیں۔ ان کا یہ قدم قابل صد تحسین و آفرین ہے کہ مسلمانوں کو قرآن کریم صحیح پڑھنے کی ترغیب فرمائی۔

چونکہ قرآن کریم نہایت معزز و باکرامت کتاب ہونے کے ساتھ کلام ربانی و مُنَزَّل آسمانی ہے اس کے متعدد حقوق ہیں جن کی رعایت نہایت ضروری ہے۔ چند حقوق حسب ذیل ہیں جن کا ذکر مناسب ہے۔

(۱) اہل عرب کے مقررہ اصولِ تلفظ کے مطابق پڑھا جائے خود حدیث شریف میں اس کی تاکید آئی رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اِقۡرَؤُا

اَلْقُرْاٰنَ بِلُحُوْنِ الْعَرَبِ وَاَصْوَاتِھَا (مشکوٰۃ شریف بحوالہ سنن بیہقی) کہ قرآن کو اہل عرب کے طریقے پر پڑھو اور ایک روایت میں ہے رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنْ أَحَبَّ أَنْ یَّقْرَأَ الْقُرْاٰنَ غَضًّا کَمَا اُنْزِلَ فَلْیَقْرَأْ عَلٰی قِرَأۃِ ابْنِ اُمِّ عَبْدٍ یَعْنِیْ اِبْنِ مَسْعُوْدٍ (الاتقان مصری ۱/۱۰۰)

جو شخص قرآن کریم کو اسی خوبی کے ساتھ پڑھنا چاہے جس طرح وہ اترا ہے تو اس کو حضرت عبداللہ بن مسعود کے طریقے پر پڑھنا چاہئے۔

(۲) تجوید و ترتیل کے ساتھ تلاوت ہو حضرت سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اَلتَّرْتِیْلُ ھُوَ تَجْوِیْدُ الْحُرُوْفِ وَ مَعْرِفَۃُ الْوُقُوْفِ، کہ ترتیل حروف کی تجوید اور وقوف کی معرفت کو کہتے ہیں۔

اور تجوید کا تعارف یہ ہے اَدَاءُ الْحُرُوْفِ مِنْ مَّخَارِجِھَا مَعْ رِعَایَۃِ صِفَاتِھَا کہ صفات کی رعایت کے ساتھ ہر حرف کو اس کے صحیح مخرج سے ادا کرنا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ تلاوت قرآن میں تجوید و ترتیل کا مطلب یہ ہے کہ قرآن کے حروف کو صحیح مخرج سے صفات کی رعایت کے ساتھ پڑھا جائے اور ٹھہر ٹھہر کر واضح اور صاف پڑھا جائے رب قدیر عز وجل نے خود حکم فرمایا کہ تلاوت قرآن میں ترتیل کیا جائے۔

چنانچہ ارشاد ہے وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا قرآن کو ترتیل سے یعنی ٹھہر ٹھہر کر پڑھو، تجوید کا حاصل کرنا نہایت ضروری ہے ملا علی قاری فرماتے ہیں ثُمَّ ھٰذَا الْعِلْمُ لَا خِلَافَ فِیْ اَنَّہٗ فَرْضُ کِفَایَۃٍ وَالْعَمَلُ بِہٖ فَرْضُ عَیْنٍ (شرح مقدمہ جزری ۱/۱۷)

فقہائے کرام نے بھی قرآن کریم کو صحیح پڑھنے اور تجوید کی رعایت کرنے کا بتاکید شدید حکم فرمایا۔ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت قدس سرہ فرماتے ہیں ''تجوید بنص

قطعی قرآن و اخبار متواترۂ سید الانس والجان علیہ وعلیٰ اٰلہ افضل الصّلوٰۃ والسّلام و اجماع تام صحابہ وتابعین وسائر ائمہ کرام علیہم الرضوان المستدام حق و واجب وعلم دین شرع الٰہی ہے قَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ: وَرَتِّلِ الْقُراٰنَ تَرْتِیْلاً اسے مطلقاً ناحق بتانا کلمۂ کفر ہے (فتاویٰ رضویہ ۳/۱۱۸) اور فرماتے ہیں لاجرم اس قدر تجوید کہ ہر حرف ایک دوسرے سے ممتاز اور تبدیل وتلبیس سے احتراز ہو ہر مسلمان پر لازم ہے تصحیح مخارج واقامۃ حروف کا اہتمام زیر غور (قطعی) ہے (فتاویٰ رضویہ ۳/۱۱۶) تو مطلب یہی ہوا کہ تلاوت قرآن کریم کے وقت عربی زبان کے اصول وضوابط اور قواعد مقررہ کا پورا لحاظ رکھا جائے ہر حرف کو صحیح مخرج سے ادا کرنے کے ساتھ صفات اور قوانین وقف وغیرہ کا خیال رکھا جائے ورنہ بسا اوقات حرف بدل جاتے ہیں تو معنیٰ فاسد ہو جاتا ہے۔

جیسے قلب کا معنیٰ دل یا الٹ پلٹ ہونا ہے اگر اسی کو کلب پڑھ دیا جائے تو اس کا معنیٰ ہوگا کتا، یوں ہی عظیم کا معنیٰ ہے عظمت والا اور بڑا، اگر اسی کو عزیم پڑھ دیا جائے تو معنیٰ ہوگا سخت اور قوی دشمن۔ اسی لئے فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ جو شخص رکوع کی تسبیح میں سبحان ربی العظیم میں ظاء کو صحیح طریقے سے ادا کرتے ہوئے عظیم نہ کہہ سکتا ہو اس کے لئے حکم ہے کہ سبحان ربی الکریم پڑھے ورنہ سبحان ربی العظیم پڑھنے کی صورت میں معنیٰ فاسد ہو جانے سے نماز فاسد اور تباہ ہو جائے گی۔ (فتاویٰ رضویہ سوم)

(۳) تلاوت خوش آوازی سے کی جائے حضرت براء بن عازب سے روایت ہے کہ رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: حَسِّنُوا الْقُراٰنَ بِأَصْوَاتِکُمْ فَاِنَّ الصَّوْتَ یَزِیْدُالْقُراٰنَ حُسْنًا (مشکوٰۃ المصابیح ۱۹۱ بروایت دارمی) اور مسند امام احمد ابن حنبل وابوداؤد میں انہیں سے اس طرح ہے زَیِّنُوا الْقُراٰنَ بِأَصْوَاتِکُمْ.

دونوں روایتوں کا حاصل یہ ہے کہ قرآن کریم کو خوش آوازی سے پڑھو۔

(۴) تلاوت پوری دل جمعی سے کی جائے۔

(۵) معانی ومفاہیم سمجھنے کی کوشش کی جائے۔

الحاصل قرآن کو صحیح پڑھنا امر لابدّی ہے کہ یہ اس کے حقوق واجبہ سے ہے۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ قرآن پڑھیں دوسرے کو پڑھائیں مگر صحیح پڑھیں آج اس اہم اور ضروری ذمہ داری سے بڑی غفلت برتی جارہی ہے۔

خداوند کریم بھلا کرے خلیفۂ حضور بدر ملت مولانا صوفی عبدالصمد صاحب قبلہ قادری رضوی نوری دام ظلہ العالی کا کہ انہوں نے رسالہ ہٰذا کو ترتیب دے کر مسلمانوں کو اس فریضے کی طرف متوجہ کیا ہے۔ میں نے رسالہ ہٰذا کا بالاستیعاب مطالعہ کیا ہے ماشاءاللہ قارئین کے لئے بہت مفید ہے۔

رب قدیر عزوجل ان کے قلم میں اور قوت پیدا فرمائے اور انہیں مزید تحریری خدمات دینیہ کرنے کی توفیق بخشے ان کے اقبال وعزت میں چار چاند لگائے آمین بجاہ سید المرسلین والہ الطیبین وصحبہ اجمعین۔

فقیر محمد ابوالحسن قادری غفرلہٗ

خادم الافتاء طیبۃ العلماء جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی مئو

وبانی جامعہ تاج الشریعہ نمنہار نواب گنج بہرائچ شریف، یوپی، انڈیا

۲۴؍ شعبان المعظم ۱۴۴۲ھ مطابق ۸؍ اپریل ۲۰۲۱ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقدیم

از: فاضل بغداد حضرت مولانا انیس عالم سیوانی لکھنؤ

اَلْحَمْدُ لِوَلِیِّہٖ وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ علیٰ نَبِیِّہٖ وَعَلیٰ آلِہٖ وَ صَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ.

رب ذوالجلال اپنے مقدس اور پاکیزہ کلام میں ارشاد فرماتا ہے اَلرَّحْمٰنُ. عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ. خَلَقَ الْاِنْسَانَ. عَلَّمَہُ الْبَیَانَ. رحمٰن نے اپنے محبوب کو قرآن سکھایا، انسانیت کی جان محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پیدا کیا، ما کان و ما یکون کا بیان انہیں سکھایا۔ (ترجمہ کنز الایمان سورۃ الرحمٰن ۵۵، آیت ۱،۲،۳)

تفسیر ابن کثیر میں لکھا ہے رحمٰن نے (اپنے حبیب کو) سکھایا ہے قرآن، پیدا فرمایا انسانِ (کامل) کو (نیز) اسے قرآن کا بیان سکھایا۔ ''البیان'' کی تفسیر میں متعدد اقوال نقل کئے ہیں۔ حسن کا قول ہے یعنی نطق، ضحاک، قتادہ رحمہما اللہ تعالیٰ وغیرہ کا قول ہے کہ خیر وشر، لیکن حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا قول یہاں اقویٰ اور احسن ہے کیونکہ سیاق کلام میں تعلیم قرآن کا ذکر ہو رہا ہے اور مراد اداء تلاوت اور تلاوت موقوف ہے اختلاف مخارج کے ساتھ حلق، زبان اور ہونٹوں سے ان الفاظ کا بآسانی ادا ہونا (تفسیر ابن کثیر مترجم ج چہارم ترجمہ پیر کرم شاہ ازہری)

دوسری جگہ ارشاد ربانی ہے۔ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا. اور قرآن خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھو (کنز الایمان سورۃ المزمل ۷۳، آیت ۴) صدر الافاضل علامہ سید محمد نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں: رعایت وقوف اور ادائے مخارج کے ساتھ اور حروف کو مخارج کے ساتھ تابہ امکان صحیح ادا کرنا نماز میں فرض ہے۔ (حاشیہ کنز الایمان) ''وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا'' کے تحت تفسیر ابن کثیر میں لکھا ہے۔ اور قرآن

کریم کو خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کریں۔ کیونکہ اس طرح قرآن سمجھنے اور اس میں غور وفکر کرنے میں مدد ملتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی معمول تھا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ سلم خوب ٹھہر ٹھہر کر ایک سورت پڑھتے اور اس کی تلاوت میں کافی دیر لگتی۔ یوں محسوس ہوتا کہ چھوٹی سی سورت بہت طویل ہوگئی ہے، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خوب کھینچ کر پڑھا کرتے تھے۔ پھر آپ نے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھ کر سنائی اور بِسْمِ اللّٰهِ ،الرَّحْمٰنِ ،الرَّحِیْمِ پر مد کی۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت کی کیفیت کے متعلق سوال ہوا تو فرمایا کہ ہر ہر آیت پر پورا وقف فرمایا کرتے تھے، مثلاً بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پر وقف کرنے کے بعد اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ پڑھتے اس پر توقف کے بعد اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اور پھر اس پر وقف کرنے کے بعد مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ پڑھ کر ٹھہرتے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قرآن کے قاری سے (روز قیامت) کہا جائے گا کہ پڑھتا جا اور اوپر چڑھتا جا اور ترتیل کے ساتھ پڑھو، جیسا کہ تو دنیا میں ترتیل کے ساتھ پڑھا کرتا تھا، جہاں تیری آخری آیت ختم ہوگی وہی تیرا مقام ہے۔ (ابن کثیر، ج چہارم مترجم)

سُوْرَۃُ الْقِیٰمَۃِ میں ہے لَا تُحَرِّکْ بِہٖ لِسَانَکَ لِتَعْجَلَ بِہٖ. (۱۶) (اے محبوب) آپ حرکت نہ دیں اپنی زبان کو اس کے ساتھ تا کہ آپ جلدی یاد کرلیں اس کو۔ اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَہٗ وَقُرْاٰنَہٗ. (۱۷) ہمارے ذمہ ہے اس کو (سینہ مبارک میں) جمع کرنا اور اس کو پڑھانا، فَاِذَا قَرَاْنٰہُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَہٗ۔ (۱۸) پس جب ہم اسے پڑھیں تو آپ اتباع کریں اسی پڑھنے کا، ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانَہٗ. (۱۹) پھر ہمارے ذمہ ہے اس کو کھول کر بیان کر دینا۔ (القیٰمۃ، آیت/۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹)

ان آیات کی تفسیر میں لکھا ہے۔ حضرت جبریل امین جب وحی لے کر آتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسے جلدی جلدی لینے کی کوشش کرتے اور جبریل علیہ السلام کے ساتھ ہی دہراتے جاتے تو اللہ نے فرمایا وحی کو آپ کے سینے میں محفوظ کر دینا اور صحیح طریقے سے آپ کی زبانی اسے پڑھا دینا بھی ہماری ذمہ داری ہے، اس کے علاوہ اس کے معانی و مطالب کا سمجھانا اور اس کے اسرار و معارف پر آگاہی بخشنا بھی ہم نے اپنے ذمہ لیا ہوا ہے۔ چنانچہ پہلی حالت ہے لوح قلب پر وحی کو ثبت کرنا اور اسے یاد کروانا۔ دوسری حالت تلاوت کرانا اور تیسری حالت تفسیر معانی اور توضیح مطالب۔ ان تینوں کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے خود لے لی۔

(ابن کثیر سورۃ القیمۃ، ۷۵)

ان آیات مقدسات سے پتہ چلتا ہے کہ قرآن پاک میں کسی قسم کی تبدیلی اور تحریف کی گنجائش نہیں، قرآن کی تلاوت، ادائیگی۔ اور معانی و مطالب سب کچھ اللہ نے اپنے ذمہ کرم پر لے لیا ہے۔ بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ فِیْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ.۲۲ بلکہ وہ کمال شرف والا قرآن ہے، لوح محفوظ میں۔ (سورۃ البروج ۸۵، آیت ۲۱،۲۲)

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ بے شک ہم نے اتارا ہے یہ قرآن اور بیشک ہم خود اس کے نگہبان ہیں (سورۃ الحجر ۱۵، آیت ۹) سورہ یونس میں ہے لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ. اللہ کی باتیں بدل نہیں سکتیں (سورۂ یونس ۱۰، آیت ۶۴)

قرآن نے سب سے پہلے اپنی صداقت اور حقانیت کا ذکر کیا اور کہا ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ وہ بلند رتبہ کتاب (قرآن) کوئی شک کی جگہ نہیں هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ اس میں ہدایت ہے ڈر والوں کو (البقرۃ ۲، آیت ۲)

ان آیات بینات سے صاف روشن ہے کہ قرآن میں نہ کسی قسم کی تبدیلی ہو سکتی ہے، نہ تحریف کی کوئی گنجائش ہے بلکہ قرآن اللہ کا کلام ہے ہر قسم کے حذف و اضافہ

اور نقصان سے پاک اور مبرا ہے، اس میں شک وشبہ کی بھی جگہ نہیں، جو کوئی اس کے برخلاف عقیدہ رکھے وہ مسلمان نہیں، مسلمانوں کی روش سے دور، اسلام اور قرآن سے نابلد، بے بہرہ اور باغی ہے۔ اگر اسلامی حکومت ہوتی تو ایسے شر پسند عناصر قابل گردن زدنی قرار دیئے جاتے۔ امت کا اتفاق ہے کہ قرآن محفوظ ہے، جو شخص خلفائے ثلثہ پر تہمت لگاتا ہے کہ انہوں نے قرآن میں کچھ بڑھایا گھٹا دیا وہ صرف حضرات سادا تنا ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم ہی کا مخالف و گستاخ نہیں بلکہ وہ ملعون حضرت مولیٰ علی، حضرات حسنین کریمین، امام جعفر و امام باقر و سیدہ فاطمہ کا بھی گستاخ ہے کہ حضرت علی کی حیات ظاہری میں قرآن میں حذف و اضافہ ہوا اور انہوں نے اس کے خلاف نہ آواز بلند کی اور نہ ہی اپنے دور حکومت میں اس کی اصلاح کی۔

یہی الزام تمام اہل بیت کرام پر عائد ہوگا معاذ اللہ۔ بلکہ صحیح تو یہ ہے کہ جو شخص قرآن میں حذف و اضافے کا عقیدہ رکھے گویا کہ وہ خدا و رسول کی تکذیب کر رہا ہے۔ اللہ فرماتا ہے کہ ہم نے اسے اتارا اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں جبکہ ملعون رافضی تبرائی جہنمی وسیم لکھنوی لَعَنَ اللّٰہُ عَلَی الْکَافِرِ الْفَاجِرِ دعویٰ کرتا ہے کہ بعد میں خلفا نے اضافہ کر دیا۔

درحقیقت مذکورہ فاجر وسیم آر۔ ایس۔ ایس کا دلال مرتد ملعون اپنی ڈکیتیوں پر پردہ ڈالنے اور سی بی آئی کی تحقیقات سے بچنے کے لئے اس قسم کی لغو باتیں بک رہا ہے، اس طرح کے ہذیانات کے ذریعہ کفار و مشرکین اور شدت پسند ہندوؤں کی ہمنوائی کا طلبگار ہے۔

آج کے دور میں مسلمانوں کا دین و ایمان اور عزت و آبرو سب خطرے میں ہے اس لئے کہ نیتا گیری اور سیاست کے عوض کتنے ضمیر فروش اپنا ایمان و عقیدہ بیچ چکے انہیں میں وسیم لعنتی بھی ہے۔ درحقیقت مسلمان بے مہار ہے۔ کوئی اس کا

سرپرست اور رہنما نہیں۔ ہر قوم کی ترجمانی اور قیادت ان کی حکومتیں کر رہی ہیں، اس کے برخلاف اسلامی حکومتوں کے نام پر یہود و ہنود اسلامی ریاستوں پر قابض ہیں، مسلمانوں کی پسپائی کی بنیادی وجہ سعودیہ عرب جیسے ملکوں میں عربی ہجڑوں کی حکومت کا قائم ہونا ہے ان کو کھانے اور عیّاشی کرنے سے فرصت نہیں۔ ان کے نزدیک اسلام اور مسلمان ایک جملہ ہے۔

آج اگر مسلم حکمراں اپنے اندر پانچ فیصد اسلام محسوس کریں تو مسلمانوں کی حالت یہ نہ ہوگی جو آج ہے۔

بہر حال بات کہاں سے شروع ہوئی تھی اور کہاں چلی گئی، سردست میرا موضوع قرآن صحیح صحیح پڑھنا ہے، چونکہ زیر نظر کتاب اسی سے متعلق ہے جس کے مرتب صوفی باصفا، خلیفۂ حضور بدملت مولانا صوفی عبدالصمد دام فیضہ ہیں۔ آپ نے اس ضرورت دینی کا احساس کیا کہ ایک مسلمان کے لئے قرآن کا صحیح صحیح پڑھنا کتنا ضروری ہے، قرأت کی کتابوں میں عام طور پر قرّاء غلط قرآن پڑھنے والوں کے سلسلے میں لکھتے ہیں۔ رُبَّ قَارِئٍ لِلْقُرْاٰنِ وَالْقُرْاٰنُ يَلْعَنُهٗ بہت سے ایسے قاری ہیں جو قرآن پڑھتے ہیں اور قرآن ان پر لعنت بھیجتا ہے اس لئے کہ وہ صحیح نہیں پڑھتے۔ (تنویر اللمعان عامل القرآن، ص ۵۳، مؤلفہ نقی محمد عتیق فرنگی محلی بحوالہ منتخب کنز العمال) ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر صاف صاف حروف کو ایک دوسرے سے ممتاز کر کے پڑھیں کہ حروف ایک دوسرے سے مخرج کے اعتبار سے خلط ملط نہ ہوں اور غلط قرأت کے سبب معنیٰ میں فساد پیدا نہ ہو، اگر معنیٰ میں فساد پیدا ہوگا تو نماز نہیں ہوگی اور بعض دفعہ قاری غلط خوانی کے سبب معنیٰ کفر کا ملزم ہوگا، حدیث میں ارشاد ہوا قرآن کو عربوں کے لب و لہجے میں پڑھو، اس سے معلوم ہوا کہ نئی تراش خراش یا گانوں کے طرز پر قرآن پڑھنا جائز نہیں، قرآن عرب میں نازل ہوا لہٰذا عربوں کے طریقے پر پڑھنا چاہئے۔ جن کی قرأت درست نہیں اور وہ کوشش بھی نہیں

کرتے تو ایسے لوگ جتنی نمازیں تنہا پڑھیں گے وہ نمازیں نہیں ہوں گی اور اگر امامت کریں گے تو نہ ان کی نماز ہوگی اور جن لوگوں نے ان کی اقتدا کی ان کی بھی نہ ہوگی۔ مسلمانوں پر فرض ہے کہ مایجوز بہ الصلوٰۃ کے مقدار قرآن ضرور سیکھیں۔

اس کتاب کا یہی پس منظر ہے، جسے صوفی صاحب قبلہ نے فتاویٰ امجدیہ مصنفہ حضور صدر الشریعہ علامہ حکیم امجد علی اعظمی نور اللہ مرقدہٗ کے حوالے سے پیش کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ اللہ تعالیٰ صوفی صاحب کی عمر میں برکتیں عطا فرمائے اور ایمان پر ثابت قدمی اور عالم ماکان و مایکون علیہ السلام کی محبت و وفاداری میں موت کی سعادت بخشے۔ آمین

صوفی صاحب مدظلہ العالی بزرگوں کے نقش قدم پر بڑی خوش دلی کے ساتھ قائم ہیں، حضور بدر ملت کی صحبت کا اثر ہے طبیعت میں سادگی، اخلاص نیت اور کچھ نہ کچھ کرتے رہنے کی لگن کبھی آپ کو خموش نہیں بیٹھنے دیتی، مسلسل کام کرنے کی عادت ہے، اپنی استطاعت بھر کوشش کرتے رہتے ہیں، بڑے خلیق، ملنسار، متصلب اور حق پسند وحق گو ہیں اب تک بیسوں ضخیم کتابیں شائع کرا چکے ہیں، اللہ تعالیٰ دنیا وآخرت میں جزا عطا فرمائے۔ آمین

پہلے مرحلے میں اس حقیر نے کتاب کا مطالعہ کیا تھا۔ کتاب کو عوام مسلمین کے حق میں نفع بخش پایا، اللہ تعالیٰ اسے مسلمانوں کے حق میں زیادہ سے زیادہ نافع بنائے اور اس خدمت دینی پر مرتب موصوف پر اپنا خاص کرم فرمائے۔ آمین بجاہ حبیبہ الکریم

انیس عالم سیوانی

۱۲؍شعبان المعظم ۱۴۴۲ھ

مطابق ۲۶؍مارچ ۲۰۲۱ء بروز جمعہ مبارکہ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہِ الْفَخِیْمِ

یہی ہے آرزو تعلیم قرآں عام ہو جائے
ہر اک پرچم سے اونچا پرچم اسلام ہو جائے
ہے قول محمد قول خدا فرمان نہ بدلا جائے گا
بدلے گا زمانہ لاکھ مگر قرآن نہ بدلا جائے گا

برادران اسلام! اس پرفتن اور پرآشوب دور میں دین وایمان سے جو بے تعلقی اور لاپروائی برتی جارہی ہے وہ اہل حق اور اہل علم سے مخفی نہیں۔ دور حاضر میں جس طرح کفر وشرک، ارتداد و بے دینی یعنی وہابیت دیوبندیت، رافضیت وغیرہ بدعقیدگی اور بددینی اور دیدہ ودانستہ بے حیائی و بے پردگی، موبائل کے ذریعہ سینما بینی اور تصویر کشی کا زور جس تیزی کے ساتھ مسلم معاشرہ میں بڑھتا جارہا ہے۔ اسی رفتار سے دینی تعلیم وتربیت سے دوری اور قرآن مجید کی غلط خوانی کے عالمگیر بلا میں اہل اسلام مبتلا ہوتے جارہے ہیں۔ ایسے ناگفتہ بہ حالات کو دیکھتے ہوئے یہ اشعار پڑھنا مناسب وانسب معلوم ہوتا ہے۔

رہ گئی رسم اذاں روح بلالی نہ رہی
فلسفہ رہ گیا تلقین غزالی نہ رہی

آہ! اسلام تیرے چاہنے والے نہ رہے
جس کا تو چاند تھا افسوس وہ ہالے نہ رہے
وہ معزز تھے زمانے میں مسلماں ہوکر
اور ہم خوار ہوئے تارک قرآں ہوکر

ایسے ناموافق وناسازگار حالات میں بہ نیت خیر خواہی مسلمین یہ کتاب ترتیب دی گئی ہے جس میں خصوصیت کے ساتھ قرآن غلط پڑھنے کا وبال عظیم اور

صحیح پڑھنے کے حسنات اور برکات وافرہ کی جانب مسلمانوں کو توجہ دلانے کی غیر معمولی کوشش کی گئی ہے۔ ہاں ضمناً فضائل علم دین، عظمت قرآن اور بزرگوں کے معمولات وغیرہ کے عنوانات پر بھی گفتگو کی گئی ہے۔ پروردگار عالم اس کتاب سے اہل اسلام کو خوب خوب بہرہ ورفرمائے اور کلام الٰہی کی عظمت ومحبت کو اپنے سینے میں بسانے اور اسے صحیح صحیح پڑھنے کی توفیق بخشے۔ آمین ثم آمین

فضائل علم دین

پے علم چوں شمع باید گداخت

کہ بے علم نتواں خدا را شناخت

یعنی علم کے واسطے موم بتی کی طرح پگھلنا چاہئے۔ اس لئے کہ بغیر علم کے خدا کو نہیں پہچانا جاسکتا۔

علم ہی گر تجھ میں نہیں تو عمل کیا ہوگا

کہ جس خیاباں میں شجر ہی نہیں پھل کیا ہوگا

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشادات گرامی ہیں: علم اسلام کی زندگی اور دین کا کھمبا ہے۔ علم عبادت سے بہتر ہے۔ علم روشنی ہے اور جہالت تاریکی ہے۔ ہر چیز کا ایک راستہ ہے اور جنت کا راستہ علم دین ہے۔ رات میں ایک گھڑی علم دین کا پڑھنا۔ پوری رات نفل پڑھنے سے بہتر ہے۔ اور ایک دن علم حاصل کرنا تین مہینہ کے روزے سے بہتر ہے۔ پیدائش سے قبر میں جانے تک علم حاصل کرنا چاہئے۔ مندرجہ ذیل حدیث پاک میں طالب علم اور طلب دنیا کی تمثیل پیش کی گئی کہ دو بھوکے سیر نہیں ہوتے، علم کا بھوکا علم سے سیر نہیں ہوتا اور دنیا کا بھوکا دنیا سے

سیر نہیں ہوتا۔ حدیث مذکور کی شرح فرماتے ہوئے حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں ''آدمی جس قدر علم زیادہ حاصل کرتا ہے اس کی پیاس اور بڑھ جاتی ہے، اس سے معلوم ہوا کہ جس شخص کا پیٹ علم سے بھر جائے حقیقت میں وہ علم دین کا طالب نہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جس سے علم دین حاصل کرو اسے دیکھ لو (وہابی، دیوبندی، رافضی، گمراہ و بدمذہب تو نہیں ہے) اس لئے کہ ایسے لوگوں سے قرآن وحدیث کا علم حاصل کرنا جائز نہیں۔

حضرت علامہ فخرالدین رازی قدس سرہٗ العزیز کے درج ذیل ارشاد سے علم دین کی اہمیت اجاگر ہوتی ہے۔

آپ تحریر فرماتے ہیں کہ مومن چھ خوبیوں کے سبب علم حاصل کرتا ہے، اول خدواند قدوس نے مجھے فرائض کی ادائیگی کا حکم فرمایا ہے اور میں علم کے بغیر ان کی ادائیگی پر قادر نہیں ہوسکتا، دوم خدائے تعالیٰ نے مجھے گناہوں سے دور رہنے کا حکم دیا ہے اور میں علم کے بغیر اس سے بچ نہیں سکتا، سوم مولیٰ تبارک وتعالیٰ نے اپنی نعمتوں کا شکر مجھ پر لازم فرمایا ہے اور میں علم کے بغیر ان کا شکر ادا نہیں کرسکتا، چہارم خدائے پاک نے مجھے مخلوق کے ساتھ انصاف کرنے کا حکم دیا ہے اور میں علم کے بغیر انصاف نہیں کرسکتا، پنجم احکم الحاکمین نے بلا پر صبر کرنے کا حکم دیا ہے اور میں علم کے بغیر اس پر صبر نہیں کرسکتا، ششم مولیٰ عزّ وجلّ نے مجھے شیطان سے دشمنی کرنے کا حکم دیا ہے اور میں علم کے بغیر اس سے دشمنی نہیں کرسکتا (تفسیر کبیر جلد اول ص ۲۷۰) حکیم الامت حضرت علامہ مفتی احمد یار خاں صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ تفسیر نعیمی جلد سوم صفحہ ۴۲ ر پر تحریر فرماتے ہیں کہ علم دین بڑی نعمت ہے کہ یہ باقی ہے دیگر سب فانی، دین کی تمام

بہاریں علم دین سے ہیں، مسجد میں نمازیں میدان جنگ میں جہاد، عدالتوں میں انصاف، بازار کی رونق، موت کے وقت مدد، قبر کا نور، محشر میں نجات علم دین کی برکت سے ہے، تھوڑا علم دین بہت مال سے بہتر ہے کہ رب نے ساری دنیا کو قلیل فرمایا مگر تھوڑے علم وحکمت کو خیر کثیر فرمایا۔

اس کے بعد امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قرآن وحدیث اور علم وعلماء کی قدر ومنزلت ملاحظہ کریں ——— حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:-

''نوسو مشائخ سے آپ نے علم حدیث پڑھا۔ اور آپ کے بیشمار شاگردوں میں سے امام شافعی بھی ہیں جو آپ ہی کے ہم پلہ، علم وفضل والے ہیں۔ آپ کو علم طلب کرنے کی خواہش بلکہ حرص بہت زیادہ تھی۔ حالانکہ زمانۂ طالب علمی آپ کا بہت ہی مفلسی میں گزرا۔ مگر اس کے بعد آپ پر دولت کا دروازہ کھل گیا۔

آپ درس حدیث کا بڑا اہتمام واحترام فرماتے تھے۔ غسل کر کے باوضو بہترین پوشاک پہن کر خوشبو لگا کر ایک چوکی پر نہایت عجز وانکساری کے ساتھ بیٹھتے۔ درس حدیث کے دوران عود اور لوبان کی انگیٹھی جلتی رہتی۔ اور آپ درس حدیث کے درمیان کمال ادب کی وجہ سے پہلو نہ بدلتے تھے۔ بلکہ جس حالت میں نشست کے ساتھ اوّل بیٹھتے اسی ہیئت وحالت پر بیٹھے رہتے۔ ایک مرتبہ درس حدیث کے دوران آپ کے پیرہن میں بچھو گھس گیا اور اس نے چند مرتبہ آپ کو ڈنک بھی مارا۔ مگر آپ نے احترام درس حدیث کی وجہ سے نہ سبق بند کیا نہ پہلو بدلا۔

مدینۃ الرسول کے احترام کا یہ عالم تھا کہ آپ تمام عمر مدینہ منورہ میں رہے مگر زمانۂ بیماری کے سوا کبھی شہر کے اندر قضائے حاجات نہیں فرمائی بلکہ ہمیشہ حرم مدینہ

کے باہر میدانوں اور جنگلوں میں رفع حاجت کے لئے تشریف لے جاتے۔

بادشاہوں نے تحائف میں بہترین گھوڑے آپ کو نذر کئے مگر حرم مدینہ میں کبھی گھوڑے پر سوار نہ ہوئے اور یہی فرماتے رہے کہ مجھے بڑی شرم آتی ہے کہ میں اس زمین کو اپنے چوپائے کے پاؤں سے کس طرح روندنا گوارا کروں؟ جس زمین کے چپّے چپّے کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قدم بوسی کا فخر و شرف حاصل ہو چکا ہے۔

خلیفہ ہارون رشید آپ کا بے حد احترام کرتا تھا۔ مدینہ طیبہ حاضر ہوا تو بہت گراں قدر نذرانہ آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ اور آپ کو اپنے دار السلطنت بغداد لے جانے کی انتہائی کوشش کی۔ مگر آپ نے صاف انکار فرما دیا اور ارشاد فرمایا مجھے مدینۃ الرسول کی جدائی کسی قیمت پر گوارا نہیں۔

درس حدیث کے بعد تلاوت قرآن مجید آپ کا بہترین مشغلہ تھا۔ اور آپ نے اتنی بار کلام اللہ ختم کیا کہ شمار نہیں ہو سکا۔

یحییٰ بن یحییٰ بیان کرتے ہیں کہ امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے وقت آخری ملاقات کے لئے ایک سو تیں فقہاء و محدثین حاضر تھے اور سب اسی انتظار میں تھے کہ شاید اس آخری وقت میں امام کی کوئی نظر کرم مجھ پر پڑ جائے اور میری دنیا و آخرت سدھر جائے۔ اس حالت میں امام مالک نے آنکھیں کھولیں۔ اور یحییٰ بن یحییٰ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَضْحَکَ وَاَبْکٰی وَاَمَاتَ وَاَحْیٰی یعنی اس خدائے عزّ وجلّ کے لئے حمد ہے جس نے ہمیں کبھی خوشی دے کر ہنسایا اور کبھی غم دکھلا کر رُلایا۔ اسی کے حکم پر زندہ رہے اور اسی کے حکم پر جان قربان کرتے ہیں۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا اب موت سر پر کھڑی ہے۔ اور اب خدائے تعالیٰ سے ملاقات کا وقت قریب ہے۔ لوگوں نے عرض کیا اے امام! اس وقت آپ کا کیا حال ہے؟ ارشاد فرمایا الحمد

للہ میں اولیاء اللہ کی صحبت کی وجہ سے بہت خوش ہوں۔اور میں اہل علم ہی کو "اولیاء" سمجھتا ہوں۔ یاد رکھو کہ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسّلام کے بعد اللہ تبارک وتعالیٰ کو علمائے دین سے زیادہ عزیز کوئی مخلوق نہیں۔علمائے کرام حضرات انبیائے عظام علیہم الصّلوٰۃ والسّلام کے وارث ہیں۔اور میں بے حد مسرور ہوں کہ میری تمام عمر علم دین کی تحصیل وتعلیم میں بسر ہوگئی۔سن لو! میں کسی مسلمان کو شریعت کا ایک مسئلہ بتا کر اس کے اعمال کی اصلاح کر دینا ایک سو حج اور ایک سو جہاد سے بہتر سمجھتا ہوں۔اس کے بعد آپ کی آواز دھیمی پڑ گئی اور پھر چند منٹ کے بعد آپ کا وصال ہوگیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ. (کمال وطبقات شعرانی وبستان المحدثین بحوالہ سامان آخرت،ص ۴۹۰)

اپنے زمانے کی دینی زبوں حالی کا تذکرہ کرتے ہوئے خاتم المحققین حضرت علامہ مولانا مفتی نقی علی خاں برکاتی بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں:

(آج کل مسلمان) نماز وروزہ بطور رسم ادا کرتے ہیں۔اس کے صحت وفساد سے کام نہیں رکھتے۔اکثر معاملات نادانستہ، بے سود اور فاسد ہوجاتے ہیں، نہ آپ جانتے ہیں نہ کسی سے پوچھتے ہیں۔ بلکہ عالم کی صحبت اور وعظ ونصیحت سے گھبراتے ہیں اور جو کسی کی خاطر سن بھی لیتے ہیں تو عمل نہیں کرتے۔افسانہ اور بیہودہ سمجھتے ہیں۔اہل عملہ ووکلاء کے گھر جانا فخر اور علماء کی خدمت میں حاضر ہونا عار ہے۔ایک مقدمہ کچہری میں بیس وکیلوں سے دریافت کر کے دائر کرتے ہیں مگر شریعت کی تحقیق سے انکار ہے۔جو لوگ علم سے کسی قدر بہرہ رکھتے ہیں علماء سے بھی تحقیق مسائل کرتے رہتے ہیں۔کیا یہ کندہ ناتراشیدہ ان سے زیادہ جانتے ہیں کہ علماء سے استفسار کی حاجت نہیں رکھتے۔اگر علماء کی صحبت کہ درحقیقت کیمیائے سعادت ہے اختیار کرتے آخرت کی مصیبتوں سے نجات حاصل ہوتی اور تھوڑی محنت میں بہت

دولت عقبیٰ کی ہاتھ آتی۔حدیث پاک میں ہے:۔''عالم کی مجلس میں حاضر ہونا ہزار رکعت نماز، ہزار بیماروں کی عیادت اور ہزار جنازوں پر حاضر ہونے سے بہتر ہے''۔

بزرگان دین فرماتے ہیں ــــــ بہتر امیروں اور بادشاہوں میں وہ ہے جو علماء و مشائخ کی خدمت میں حاضر ہو اور بدتر علماء و مشائخ میں وہ ہے جو امیروں، بادشاہوں کے گھر جائے اور ان کے لئے امر دین میں مداہنت کرے۔نقل ہے امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ امام شافعی علیہ الرحمۃ والرضوان کی گھوڑے کے ساتھ سر بازار دوڑتے۔یحیٰ بن معین نے کہا ــــــ ''اے احمد باوجود اس علم و فضل کے تم شافعی کے رکاب میں دوڑتے ہو؟'' (جواباً) فرمایا ''اگر تم بھی قدر و عظمت علم سے واقف ہوتے میں داہنی طرف دوڑتا ہوں تم بائیں طرف دوڑتے''۔

یہ حال ائمہ مجتہدین اور پیشوایان اسلام کا ہے تو دوسرے کی کیا حقیقت جو علم کو ذلیل سمجھے اور علماء کی خاک قدم سے عار کرے۔ (ہدایۃ البریہ، ص ر ۲۷)

سرکار اعلیٰ حضرت تحریر فرماتے ہیں:۔شریعت (علم دین) کی حاجت ہر مسلمان کو ایک ایک سانس، ایک ایک پل، ایک ایک لمحہ پر مرتے دم تک ہے۔اور طریقت میں قدم رکھنے والوں کے لئے اور زیادہ کہ راہ جس قدر باریک ہادی کی زیادہ حاجت حدیث میں آیا ہے کہ بغیر شریعت عبادت کرنے والا ایسا ہے کہ چکّی کھینچنے والا گدہا کہ مشقت جھیلے اور نفع نہ پائے۔ (فتاویٰ رضویہ مترجم، ج ر ۲۱، ص ر ۵۲۷)

مگر آج مسلمان کہلانے والے عام طریقے پر ان فرامین کو بالکل فراموش کر بیٹھے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہر جانب سے ذلت و رسوائی سے یہ دوچار ہیں مگر پھر بھی آنکھیں نہیں کھل رہی ہیں۔ایسے موقع پر کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

درس قرآن جو ہم نے نہ بھلایا ہوتا ‏ ‏ ‏ ‏ یہ زمانہ نہ زمانے نے دکھایا ہوتا

نتیجہ ہے یہ اقوال پیمبر بھول جانے کا
جہاں میں جس طرف دیکھو مسلماں ہی پریشاں ہیں

مولیٰ تعالیٰ ہم خوش عقیدہ مسلمانوں کو علوم دینیہ ضروریہ حاصل کر کے اپنی زندگی کو روشن اور تابناک بنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

عظمت قرآن

میرے دینی ایمانی بھائیو اور بہنو! اس بات کو آپ حضرات اپنے دل میں خوب نقش کالحجر کرلیں کہ قرآن مقدس ایسی عظیم کتاب ہے جسے اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب دانائے غیوب، امام الانبیاء، خاتم پیغمبراں، سرکار اعظم پیارے مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء پر تیئیس (۲۳) سال میں آہستہ آہستہ بقدر ضرورت آسمان سے نازل فرمایا۔ حضرت علامہ مفتی عنایت احمد صاحب کاکوری علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ قرآن کریم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک عمدہ ترین معجزہ ہے۔ ایسا معجزہ کسی اور نبی کو نہیں عنایت ہوا۔ انبیائے کرام کے معجزات ایک وقت میں ظاہر ہو کر ختم ہو گئے اور آپ کا یہ معجزہ ابتدائے نزول سے اب تک باقی ہے۔ یعنی تقریباً چودہ سو بیالیس (۱۴۴۲) سال گزرنے کے بعد بھی یہ معجزہ بعینہ اسی طرح باقی ہے اور تا قیامت باقی رہے گا۔

فصحائے عرب، فصاحت و بلاغت میں جن کا کوئی جواب نہ تھا، وہ فی البدیہہ طویل قصیدے اور لمبی لمبی مسجّع نثری عبارتیں بے تکلف پیش کیا کرتے تھے، وہ بھی قرآن کریم کے مقابلہ میں عاجز و بے بس رہے۔ اس کلام مبین کے سامنے وہ اتنے عاجز تھے کہ قرآن کی سب سے چھوٹی سورت اِنَّآ اَعۡطَیۡنٰکَ الۡکَوۡثَرَ کی طرح بھی کوئی سورہ نہ بنا سکے، دشمنان دین جو ہمیشہ تخریب اسلام کی فکر میں رہتے ہیں آج

تک قرآن کا مقابلہ پیش کرنے پر قادر نہ ہو سکے۔ (تواریخ حبیب الٰہ ص ۱۵۳)

اس سلسلے میں قرآن حکیم وفرقان حمید کے سورۂ بروج کی آخری آیۂ کریمہ بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ فِىْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ . ترجمۂ رضویہ اور حکیم الامت حضرت علامہ مفتی احمد یار خاں نعیمی علیہ الرحمۃ والرضوان کی ایمان افروز تفسیر ملاحظہ کریں۔

بلکہ: ـــــــ یعنی یہ کلام جادو، شعر، کہانت، انسانی کلام نہیں، بلکہ یہ قرآن ہے، عزت والا ہے، لوح محفوظ میں ہے۔

وہ کمال شرف والا قرآن: ـــــــ یہاں کلام الٰہی کے تین صفات کا ذکر ہے قرآن ہونا، مجید ہونا، لوح محفوظ میں ہونا، قرآن کے معنی ہے ملانے والا یعنی بندوں کو رب سے، امتی کو نبی سے، بندے کو بندوں سے، زندے کو مردوں سے ملانے والا ہے، کہ قرآن کریم نے عالمگیر برادری پیدا فرمادی۔ یا قرآن کے معنی ہے ملنے والا اس لئے کہ وہ پیارا زندگی، موت، قبر، حشر میں مسلمان کے ساتھ رہتا ہے، سب چھوٹ جائیں مگر یہ نہ چھوٹے۔ مجید کے معنی ہیں، عزت والا کہ خود ایسا عظمت والا کہ جنبی پر بغیر غسل اس کا پڑھنا حرام، بغیر وضو اس کو چھونا منع، اس کی طرف پیٹھ، جوتے کرنا منع ہے۔ اور دوسروں کو ایسی عزت دیتا ہے کہ اس کا لانے والا فرشتہ سب فرشتوں سے افضل، جس مہینے میں آیا وہ مہینہ رمضان المبارک، جس رات میں آیا وہ رات، شب قدر، جس جگہ آیا وہ جگہ عرب شریف، جس عربی زبان میں آیا وہ زبان، تمام زبانوں سے افضل، جس نبی پر آیا وہ نبی تمام رسولوں کا سردار، جس دماغ اور سینے میں رہے وہ تمام سینوں، دماغوں اور زبانوں سے افضل، اب جو حضور کو اپنی مثل بشر کہے وہ بے دین اور بدعقیدہ نہیں تو اور کیا ہے۔

لوح محفوظ میں: ـــــــ خیال رہے کہ قرآن کریم پہلے لوح محفوظ میں تھا پھر حضور کے سینہ مبارک میں آیا جو مثل لوح محفوظ ہے، جسے رب نے کینہ، ارادۂ گناہ، بھول وغیرہ

سے محفوظ رکھا ہے۔ پھر یہ قرآن حافظوں کے سینے میں، علما کے دماغوں میں قیامت تک محفوظ رہے گا۔ کوئی آسمانی کتاب اس طرح حفظ نہ کی گئی جیسے قرآن حفظ کیا گیا۔

اس کے بعد اس کتاب کی قدرومنزلت سے متعلق جو باتیں مفسر قرآن رئیس الفقہاء حضرت ملا احمد جیون رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب ''تفسیرات احمدیہ'' کے مقدمہ میں تحریر فرمایا ہے اس کا اردو ترجمہ ملاحظہ کریں۔

تمام تعریفیں اس اللہ کو زیبا ہیں جس نے اپنے بندۂ خاص پر عظیم المرتبت کتاب نازل فرمائی اور اس کتاب کو ہر معاملہ کی کافی وشافی تفسیر سے مزین فرمایا وہ کتاب کہ جس میں اللہ رب العزت نے صاحبان عقل وخرد کے لئے عجیب وغریب نتائج، بے مثل راز، بلند و بالا آیات وآثار کے موتی امانت کے طور پر رکھے اور جن لوگوں کی یہ خواہش ہو کہ انہیں ''تکمیل'' کی دولت حاصل ہو ان کے لئے اس کتاب کو تبصرہ بنایا اور ہر قسم کی خوبیوں کا وہی اللہ مستحق ہے جس نے اس کتاب کو قدر و منزلت کے اعتبار سے تمام کتب سے جلیل بنایا، علم کے اعتبار سے سب سے زیادہ عجیب بنایا۔ نظم کے اعتبار سے سب سے زیادہ میٹھا بنایا، خطاب کے اعتبار سے سب سے زیادہ بلیغ وفصیح اور تفسیر وتاویل کے اعتبار سے سب سے زیادہ حسین وجمیل بنایا۔ یعنی وہ قرآن کریم جو عربی زبان میں ہے جس میں کسی قسم کا کوئی ٹیڑھا پن نہیں اسے اس لئے اتارا تا کہ لوگ تقویٰ کی صفت سے متصف ہو جائیں۔ جو حق و باطل کے درمیان فرق کردینے والی ہر بات کو صاف صاف اور کھول کھول کر بیان کرنے والی مجسمۂ ہدایت اور مسلمانوں کے لئے خوشخبری ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کتاب مبین کو حضرت جبرئیل روح الامین علیہ السلام کے ذریعہ اتارا کہ لوگ اولین وآخرین کے بھیدوں سے آشکار ہوں، آسمانوں اور زمینوں کی چھپی باتوں اور مخفی حقائق پر اطلاع پائیں اور تمام علوم شرعیہ کے اصول وفروع کو اس سے استنباط کریں اور

ادبیات کے متعلق فنون اور عربیت سے متعلق تمام کی تمام اقسام کا اس سے استخراج کریں اور حقیقت تو یہ ہے کہ ہم انسانوں کو جس قدر بھی علم عطا ہوا وہ (علوم قرآن کے مقابلہ میں) بہت قلیل ہے۔ایک طبقہ کو ہدایت مل گئی اور دوسرے پر گمراہی نے ڈیرا جما لیا۔لہٰذا وہ حضرات جن کی نیک بختی اور سعادت اللہ تعالیٰ دنیا والوں پر آشکار کرتا ہے اور (ہدایت) کا ان سے کام لیتا ہے۔وہ حضرات ہیں جو اس کے اقوال پر ایمان لاتے اور اس کے احکام پر عمل کرتے ہیں اور راتوں میں کافی دیر اس کی تلاوت کرتے ہیں۔اور وہ جنہیں بدبختی دی جاتی ہے اور گمراہی ان پر مسلط ہوجاتی ہے وہ ذلیل ورسوا ہو کر اس کتاب سے الگ تھلگ ہو کر بیٹھ جاتے ہیں۔اور کل قیامت میں ان کی زبان پر ہوگا ہائے افسوس!، ہم نے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ تعلق بنایا ہوتا اور ان کا راستہ پکڑا ہوتا۔

قارئین اسے پڑھیں اور محظوظ ہوں۔

اب اخیر میں خلیفۂ اعلیٰ حضرت، سیاح ایشیا وافریقہ، مبلغ اسلام حضرت علامہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھی علیہ الرحمۃ والرضوان کے قلم حق رقم سے نماز میں تلاوت قرآن مجید کی شان وعظمت ملاحظہ ہو، قلب کو ماسوا اللہ کے پاس بنا کر حرم صلوٰۃ میں داخل ہونے والا اللہ اکبر کہہ کر دروازۂ ناسوس کو بند کرتا ہے اور ملکوتی شان اپنے اندر پیدا کرتا ہے ملائکہ کی شان ہے کہ،

یُسَبِّحُوْنَ اللّٰہَ لَیْلًا وَّ نَھَارًا وَّ یَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ. یعنی رات دن تسبیح کریں اور وہی کریں جو حکم پائے ہیں۔

سب سے پہلے تسبیح وتحلیل سے افتتاح کرتا ہے، کہتا ہے۔

سُبْحٰنَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَلَآ اِلٰـہَ غَیْرُکَ. یعنی پاک ہے تو اے اللہ! اور میں تیری حمد کرتا ہوں۔تیرا نام

برکت والا ہے اور تیری عظمت بلند ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

پھر سرکش شیطان سے پناہ مانگتے ہوئے خدا کا نام لے کر اسی کی زبان میں حمد باری تعالیٰ بجالاتا ہے، اس مالک کی شان بندہ نوازی، کہ جو شرف ہم کلامی شبانہ روز تسبیح و تحلیل میں مشغول رہنے والے ملائکہ کو حاصل ہوا وہ آلودہ معاصی بندہ جو ابھی توبہ کے پانی سے طہارت حاصل کرتے ہوئے حاضر دربار ہوا ہے، اسی مرتبہ پر فائز فرمایا جاتا ہے۔

دریائے رحمت جوش زن ہے، بندہ نے عرض کیا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ. سب خوبیاں اللہ کو جو مالک ہے سارے جہان والوں کا۔

ادھر سے ارشاد ہوتا ہے:

حَمِدَنِیْ عَبْدِیْ. میرے بندے نے میری تعریف کی

بندہ عرض کرتا ہے:

اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. بہت مہربان رحمت والا

ادھر سے ارشاد ہوتا ہے:

مَجَّدَنِیْ عَبْدِیْ. میرے بندے نے میری بزرگی بیان کی

بندہ عرض کرتا ہے:

مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ. روز جزا کا مالک

ادھر سے ارشاد ہوتا ہے:

اَثْنٰی عَلَیَّ عَبْدِیْ. میرے بندے نے میری ثنا بیان کی

پھر بندہ اپنی صحیح حالت کا بیان اس طرح کرتا ہے اور رابطہ اس مالک کے ساتھ اس طرح جتاتا ہے کہ۔

اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ. ہم تجھی کو پوجیں اور تجھی سے مدد چاہیں
یعنی میں نے تمام ماسوی اللہ کو چھوڑا۔ سب جہان سے منہ موڑا۔ میں تیرا بندہ تو میرا معبود۔ نہ کسی سے یہ رشتہ عبدیت، نہ کسی سے طلب واستعانت، تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں۔

اس جذبہ کا سامنے آنا ہے اور اس کمال طلب کا پیش کیا جانا کہ ادھر سے دریائے محبت کی موجیں بڑھ کر استقبال کرتی ہیں اور بغائت جود وکرم ارشاد ہوتا ہے۔

ھٰذَا بَیْنِیْ وَ بَیْنَ عَبْدِیْ وَ لِعَبْدِیْ مَاسَأَلَ. یہ میرے اور میرے بندہ کے درمیان راز و نیاز کی بات ہے کہ اس نے سارے عالم سے منہ موڑ کر میری چوکھٹ کو تھاما اور یہاں سر نیاز جھکاتا ہے۔ پس میرے بندہ کے لئے ہے جو چاہے وہ مانگے۔

گویا صاف لفظوں میں یوں کہا جاتا ہے کہ مانگ کیا مانگتا ہے؟

سمجھ دار بندہ دنیا کی دولت، عالم کی عزت، سب پر لات مار کر طالب ذات بن کر آیا ہے، اس لئے مردانہ وار، نیازمندانہ صورت میں طلب ذات کس خوبصورت انداز سے کرتا ہے۔

اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ. ہم کو سیدھا راستہ چلا

خط مستقیم دو لفظوں کے درمیان اقرب الخطوط کو کہتے ہیں۔ بندہ کی طلب بھی یہی کہ نقطۂ واجب الوجود، نقطۂ ممکن الوجود (مخلوق) یا نقطۂ عبد کے درمیان جو اقرب الخطوط ہو اس پر مجھے جمادے، لگادے، یعنی میرے اور تیرے درمیان جو حجابات ہیں انہیں اٹھا کر مجھے اپنی ہستی میں ایسا گم کردے کہ بس تو ہی تو رہ جائے اور غیریت مٹ جائے۔

اے جان جہاں، اے روح رواں بس تو ہی رہے اور میں نہ رہوں یہی راہ ہے، یہی طریقہ ہے جس پر تیرے وہ بندے چلے جن پر تو نے انعام کیا اور اَنْعَمْتُ

عَلَیۡکُمۡ نِعۡمَتِیۡ کا خلعت پہنا کر اپنا مظہر حقیقت بنایا، یعنی انبیاء و مرسلین، صدیقین، شہداء، صالحین علیہم السلام ورضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ اور اس کج روی سے بچالے، جس میں وہ لوگ پڑے رہے جن پر تو نے غضب کیا اور جو گمراہ ہو گئے۔

غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡهِمۡ وَلَا الضَّآلِّیۡنَ. نہ ان کا جن پر غضب ہوا نہ بہکے ہوؤں کا۔

آمین ــــــــــ کہا دعا قبول ہوئی۔ وہ عزت خاص بخشی گئی۔ (کتاب التصوف، ص ۴۱ تا ۴۴)

مسلمانوں غور کرو! اس فضل و شرف کا حق دار وہی بندۂ مؤمن خوش عقیدہ مسلمان ہوگا جس نے توجہ کے ساتھ قرآن مقدس کو صحیح صحیح پڑھا اور جس نے قرآن پاک غلط پڑھا وہ خود ہی فیصلہ کر لے کہ۔ اس نے اپنے آپ کو کس قدر گھاٹا اور خسارہ میں ڈال دیا۔

قرآن مجید پڑھنے کے فضائل

قرآن مجید پڑھنے اور پڑھانے کے بہت فضائل ہیں، اجمالی طور پر اتنا سمجھ لینا کافی ہے کہ یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا کلام ہے، اس پر اسلام اور احکام اسلام کا مدار ہے، اس کی تلاوت کرنا اس میں تدبر آدمی کو خدا تک پہونچاتا ہے۔ اس موقع پر بہار شریعت حصہ شانزدہم (۱۶) سے اس کے متعلق چند احادیث کریمہ ذکر کی جاتی ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم میں بہتر وہ شخص ہے جو قرآن سیکھے اور سیکھائے۔ (بخاری شریف)

پھر فرمایا تم میں کوئی شخص اس کو پسند کرتا ہے کہ وادئ بطحان یا عقیق میں صبح کو جائے اور وہاں سے دو اونٹنیاں کوہان والی لائے اس طرح کہ گناہ اور قطع رحم نہ ہو

یعنی جائز طور پر، ہم نے عرض کی کہ یہ بات ہم سب کو پسند ہے فرمایا پھر کیوں نہیں صبح کو مسجد میں جا کر کتاب اللہ کی دو آیتوں کو سیکھتا ہے یہ دو، دو اونٹنیوں سے اور تین، تین اونٹنیوں سے بہتر اور چار، چار سے بہتر۔ وعلیٰ ھذا القیاس.

پھر فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اس کتاب سے بہت لوگوں کو بلند کرتا ہے اور بہتوں کو پست کرتا ہے، یعنی جو اس پر ایمان لاتے اور عمل کرتے ہیں ان کے لیے بلندی ہے اور دوسروں کے لیے پستی۔

پھر فرمایا کہ جس کے جوف (پیٹ) میں کچھ قرآن نہیں وہ ویرانہ مکان کے مثل ہے۔

پھر فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے جس کو قرآن نے میرے ذکر اور مجھ سے سوال کرنے سے مشغول رکھا اسے میں اس سے بہتر دوں گا جو مانگنے والے کو دیتا ہوں اور کلام اللہ کی فضیلت دوسرے کلاموں پر ویسی ہی ہے جیسی اللہ کی فضیلت اس کی مخلوق پر۔

پھر فرمایا جو شخص کتاب اللہ کے ایک حرف کو پڑھے اسے ایک نیکی ملے گی جو دس کے برابر ہوگی۔

میں یہ نہیں کہتا الٓمّٓ ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف ہے، لام دوسرا حرف، میم تیسرا حرف۔

پھر فرمایا جس نے قرآن پڑھا اور جو کچھ اس میں ہے اس پر عمل کیا، اس کے والدین کو قیامت کے دن تاج پہنایا جائے گا جس کی روشنی سورج سے اچھی ہے اگر وہ تمہارے گھروں میں ہوتا تو اب خود اس عمل کرنے والے کے متعلق تمہارا کیا گمان ہے۔

پھر فرمایا کہ جس نے قرآن پڑھا اور اس کو یاد کر لیا، اس نے حلال کو حلال سمجھا اور حرام کو حرام جانا، اس کے گھر والوں میں دس شخصوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ اس کی شفاعت قبول فرمائے گا جن پر جہنم واجب ہو چکا تھا۔

پھر فرمایا کہ دلوں میں بھی زنگ لگ جاتی ہے جس طرح لوہے میں پانی لگنے سے زنگ لگتی ہے، عرض کی یارسول اللہ! اس کی جلا کس چیز سے ہوگی، فرمایا کثرت سے موت کو یاد کرنے اور تلاوت قرآن پاک سے۔

پھر سرکار نے ابی بن کعب سے فرمایا کہ تم نماز کس طرح پڑھتے ہو، انہوں نے عرض کیا ام القرآن یعنی سورۂ فاتحہ پڑھتا ہوں۔ حضور نے فرمایا قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے نہ اس کے مثل تورات میں کوئی سورت اتاری گئی نہ انجیل میں نہ زبور میں نہ قرآن میں، وہ سبع مثانی اور قرآن عظیم ہے جو مجھے ملا، پھر فرمایا سورۂ فاتحہ ہر بیماری کے لیے شفا ہے۔ (دارمی، بیہقی)

پھر سرکار نے فرمایا جو سورۂ کہف جمعہ کے دن پڑھے گا اس کے لیے دو جمعہ کے مابین نور روشن ہوگا۔

پھر آپ نے فرمایا ہر چیز کیلئے دل ہے اور قرآن کا دل یٰسٓ ہے، جس نے سورۂ یٰسٓ پڑھی دس مرتبہ قرآن پڑھنا اللہ تعالیٰ اس کے لیے لکھے گا۔ (ترمذی و دارمی)

پھر فرمایا قرآن میں تیس آیت کی ایک سورت ہے آدمی کے لیے شفاعت کرے گی، یہاں تک کہ اس کی مغفرت ہوجائے وہ سورۂ تبارک الذی بیدہ الملک ہے۔ (احمد ترمذی، ابوداؤد ونسائی و ابن ماجہ)

پھر فرمایا جو شخص "اَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ" تین مرتبہ پڑھ کر سورۂ حشر کی پچھلی تین آیتیں پڑھے اللہ تعالیٰ ستر ہزار فرشتے مقرر فرمائے گا جو شام تک اس کے لیے دعا کریں گے اور جو شام کو پڑھے گا اس کے لیے صبح تک ستر ہزار فرشتے دعا کریں گے اور اس روز مر جائے تو شہید مرے گا۔

اب اخیر میں اپنے امام امام الائمہ کاشف الغمہ سرکار سیدنا نعمان بن ثابت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قرآن عظیم سے شغف اور حضرت امام غزالی

علیہ الرحمہ کی قیمتی تحریر ملاحظہ کریں۔

حضرت علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی علیہ الرحمۃ والرضوان اپنی کتاب روحانی حکایت میں تحریر فرماتے ہیں:

امام ابو حنیفہ کی شب بیداری

حضرت امام ابو حنیفہ تمام رات جاگتے تھے اور رات کی دو رکعتوں میں ہر رات پورا قرآن مجید ختم کر دیتے تھے اور مناجات میں اس قدر روتے تھے کہ ان کی گریہ وزاری کو سن کر پڑوسیوں کو ان پر رحم آجاتا تھا، جیل خانہ کی جس کوٹھری میں وفات پائی وہاں سات ہزار ختم قرآن مجید پڑھ چکے تھے۔

مشہور محدث مسعر بن کدام فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ رات کو مسجد میں داخل ہوا تو کسی کے قرآن پڑھنے کی آواز میرے کان میں آئی، اس قدر قرأت میں شیرینی اور دل کشی تھی کہ میں کھڑے ہو کر سنتا رہا، یہاں تک کہ ایک منزل پوری ہوئی تو میں نے یہ سمجھا کہ اب رکوع کریں گے مگر وہ برابر پڑھتے رہے، یہاں تک کہ پورا قرآن مجید ایک رکعت میں ختم ہو گیا، جب میں نے ان کے قریب جا کر غور سے دیکھا تو امام ابو حنیفہ تھے۔

اسی طرح زائدہ محدث کا بیان ہے کہ ایک رات میں نے حضرت امام ابو حنیفہ کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھی، مجھے آپ سے تنہائی میں ایک مسئلہ دریافت کرنا تھا، اس لیے میں انتظار میں بیٹھا رہا، جب سب نمازی مسجد سے چلے گئے تو امام ابو حنیفہ نے یہ سمجھ کر کہ اب مسجد میں کوئی نہیں ہے آپ نے نماز نفل شروع کر دی، اور اُس میں بلند آواز سے قرآن مجید پڑھنا شروع کر دیا جب فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَوَقٰنَا عَذَابَ السَّمُوْمِ (تو اللہ نے ہم پر احسان فرمایا اور ہمیں لو (گرمی) کے عذاب سے بچالیا) کی آیت پر پہونچے تو

اسی آیت کو بار بار پڑھتے رہے یہاں تک کہ فجر کی اذان ہوگئی۔

اسی طرح استاذ حدیث قاسم بن معین کہتے ہیں کہ ایک رات امام ابوحنیفہ نے نفل نماز میں بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ اَدْهٰى وَاَمَرّ (بلکہ ان کا وعدہ قیامت پر ہے اور قیامت نہایت کڑی اور سخت کڑوی) کی آیت کو بار بار پڑھتے اور روتے روتے صبح کردی۔

ایک برگزیدہ بزرگ یزید کمیت فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نماز عشاء میں امام نے سورۂ اذا زلزلت پڑھی، حضرت امام ابوحنیفہ بھی جماعت میں شریک تھے، نماز ختم ہونے کے بعد میں نے دیکھا کہ امام ابوحنیفہ فکر میں غرق ہوکر بیٹھے ہیں، اور رو رہے ہیں، قندیل میں تیل بہت تھوڑا تھا اس لیے میں چپکے سے قندیل روشن چھوڑ کر چلا آیا، پھر جب صبح صادق ہونے کے وقت میں مسجد میں پہونچا تو میں نے یہ دیکھا کہ امام ابو حنیفہ اپنی داڑھی پکڑے ہوئے کھڑے ہیں اور اس طرح دعا مانگ رہے ہیں کہ اے ذرّہ بھر نیکی کا اچھا بدلا دینے والے اور اے ذرہ بھر بدی کا برا بدلہ دینے والے! تو اپنے بندے نعمان (ابوحنیفہ) کو جہنم کی آگ اور اس کے لگ بھگ عذاب سے بچالے۔ اور اپنی رحمت کی فضا میں اس کو داخل فرمالے، میں نے فجر کی اذان دی، امام ابوحنیفہ نے مجھ کو دیکھ کر فرمایا کہ جو کچھ تم نے دیکھا ہے، خبردار کسی سے ذکر مت کرنا، یہ کہہ کر فجر کی سنت پڑھنے کے لیے کھڑے ہوگئے، میں نے تکبیر پڑھی تو جماعت میں شریک ہوئے اور ہمارے ساتھ فجر کی نماز عشاء کے وضو سے پڑھی۔ (تبصرہ تاریخ بغداد ص ۳۶)

تبصرہ:

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی عبادتوں کی چند جھلکیاں آپ نے ملاحظہ فرمالی، اس میں شک نہیں کہ حضرت امام ممدوح کی عبادت کو آپ کی کرامت کے سوا کچھ بھی نہیں کہا جاسکتا، ہم نے اپنی کتاب ''اولیاء رجال الحدیث'' میں مستند

حوالوں سے ثابت کیا ہے کہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ نے چالیس برس تک عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا فرمائی۔

اب ذرا حضرت امام ممدوح کے مشاغل پر غور فرمایئے اور پھر ان کی اس شب بیداری اور عبادت گذاری کو دیکھئے، دن میں آپ فقہ وحدیث کا درس بھی دیتے تھے، جس درس میں حضرت قاضی امام ابو یوسف، امام محمد، امام زفر، امام مندل، داؤد طائی وغیرہ جیسے سیکڑوں علم وعمل کے پہاڑ طالب علم بن کر آپ سے سبق پڑھا کرتے تھے، پھر آپ دن میں کچھ وقت نکال کر کپڑوں کی تجارت بھی فرماتے تھے، عوام کو مسائل وفتاویٰ بھی بتاتے تھے، بیوی اور بچوں کا بھی حق ادا فرماتے تھے، اتنے مشاغل کے باوجود مسلسل چالیس برس تک روزانہ رات میں نماز نفل کے اندر ایک ختم قرآن مجید پڑھ لینا، اور عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا کر لینا، کیا یہ بغیر کسی عظیم روحانی طاقت کے کسی انسان کے بس کی بات ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ خداوند کریم نے ان بزرگوں کو علم نبوت کی بے پناہ مجاہدانہ خدمات کی برکتوں سے ایسی روحانی قوتوں اور ملکوتی کرامتوں کا پہاڑ بنا دیا تھا، کہ تھکنا، نڈھال ہونا، سست پڑ جانا، کمزور ہو جانا، ان لفظوں کا ان کی کتابِ زندگی کے لغات میں کہیں کوئی وجود ہی نہیں تھا، پھر مولیٰ عزّ وجلّ نے ان کے اوقات میں اتنی برکت عطا فرما دی تھی کہ گھنٹوں کا کام یہ بزرگانِ دین منٹوں میں کر لیا کرتے تھے، خدا گواہ ہے کہ ان بزرگوں کے واقعات اور ان کی مقدس زندگی کے حالات پر ایک نظر ڈالنے سے بلا اختیار اس حقیقت کے اعتراف پر مجبور ہونا پڑتا ہے کہ یقیناً یہ علماء صالحین، فقہا ومحدثین مرتبۂ ولایت وکرامت کی ایسی بلند ترین منزل پر فائز ہیں کہ دور حاضر کے علما ومشائخ اس کی رفعت وبلندی کا تصور بھی نہیں کر سکتے، واللہ! ان علماء سلف کی مجاہدانہ عبادات وریاضات، زاہدانہ علمی خدمات، پُر جوش تبلیغی کارناموں، زبان وقلم کے جہادوں کو

دیکھ کر غیر شعوری طور پر ایسا محسوس ہونے لگتا ہے کہ ان بزرگوں کا دینی جوش اور عشق حدّ جنون کو پہونچا ہوا تھا، اس لیے جذبات سے بھرا ہوا میرا دل مجھے مجبور کرتا ہے کہ اب صبح وشام اس طرح دعا مانگا کروں۔

عطا اسلاف کا جذبہ دروں کر
شریک زمرۂ لایحزنون کر
خرد کی گتھیاں سلجھا چکا میں
مرے مولیٰ! مجھے صاحب جنوں کر
(روحانی حکایات ص ۱۰۶ر تا ۱۱۰)

امام غزالی علیہ الرحمۃ والرضوان کیمیائے سعادت میں تحریر فرماتے ہیں:

اے عزیز جان لے کہ قرآن شریف پڑھنا سب عبادتوں سے بہتر ہے۔ خصوصاً نماز میں کھڑے ہوکر، حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے میری امت کی عبادتوں میں سب سے افضل تلاوت قرآن ہے۔

نیز ''غافلوں کی تلاوت کا بیان'' کے عنوان سے رقم طراز ہیں:

اے عزیز جان کہ جس نے قرآن پڑھا اس کا بڑا درجہ ہے، اسے چاہئے کہ قرآن شریف کی عزت کا خیال رکھے، ناشائستہ باتوں سے بچا رہے۔ ہروقت آداب سے رہے۔ ورنہ معاذ اللہ اس بات کا خوف ہے کہ مبادا قرآن شریف اس کا دشمن ہوجائے اور رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں منافق قرآن خواں لوگ ہوں گے۔

ابوسلیمان درانی کا قول ہے کہ دوزخ کا فرشتہ سب فرشتوں کی نسبت مفسد قرآن خوانوں کو جلد پکڑے گا۔ توریت میں لکھا ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا میرے بندے تجھے شرم نہیں آتی کہ اگر تیرے بھائی کا خط تجھے پہونچے تو اگر

راہ میں ہوتا ہے ٹھہر جاتا ہے، تو راستہ سے الگ بیٹھتا ہے اور اس کا ایک ایک حرف پڑھتا اور اس میں غور اور تامّل کرتا ہے اور یہ کتاب میرا خط ہے۔ تجھے میں نے لکھا کہ اس میں غور وتامّل کرے اور اس پر کاربند ہو اور تو اس سے انکار کرتا ہے اور اس پر عمل نہیں کرتا اور جو تو پڑھتا بھی ہے تو غور وتامّل نہیں کرتا۔

حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ اگلے لوگ قرآن شریف کو جانتے تھے کہ حق تعالیٰ کے پاس سے یہ خط آیا ہے۔ رات کو اس میں غور وتامّل کرتے اور دن کو اس پر عمل کرتے تھے۔ تم لوگوں نے اس کا درس اختیار کیا ہے۔ اس کے حروف کے زیر زبر درست کرتے ہو اور اس پر عمل کرنے میں سستی کرتے، الغرض قرآن شریف سے مقصود اصلی لفظ پڑھنا نہیں بلکہ اس پر عمل کرنا ہے۔ پڑھنا یاد رکھنے کے لیے ہے اور یاد رکھنا عمل کرنے کے لیے۔ جو لوگ پڑھتے ہیں اور عمل نہیں کرتے ان کی مثال ایسی ہے جیسے کسی غلام کے پاس اس کے مالک کا خط آئے اور اس میں اس غلام کی نسبت احکام لکھے ہوں، وہ غلام بیٹھے اور اس خط کو خوش آوازی کے ساتھ پڑھے اس کے حروف خوب درست ادا کرلے اور اس کے احکام سے جو اس میں لکھے ہیں کچھ بجا نہ لائے تو بلا شبہ وہ غلام عقوبت اور سزا کا مستحق ہے۔

تلاوت قرآن کے آداب

ظاہر میں یہ چیزیں ملحوظ رکھنی چاہئیں: اول تعظیم سے پڑھے، پہلے وضو کرے اور قبلہ رو ہو کر بیٹھے اور عجز وانکسار کے ساتھ پڑھے۔

جیسا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی نماز میں کھڑے ہو کر قرآن شریف پڑھتا ہے اس کے لیے ہر ہر حرف کا ثواب سو سو نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور جو بیٹھ کر نماز میں پڑھتا ہے تو پچاس پچاس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور اگر باوضو ہو کر نماز

کے علاوہ پڑھے تو پچیس پچیس نیکیاں اور اگر وضو بھی نہ ہو تو دس دس نیکیوں سے زیادہ نہیں لکھتے اور اگر رات کی نماز میں پڑھے تو بہت افضل ہے کہ دل جمعی بہت ہوتی ہے۔ دوسرے یہ کہ آہستہ آہستہ ٹھہر ٹھہر کر پڑھے اس کے معنوں میں غور کرے۔ جلد ختم ہونے کی فکر میں نہ رہے۔ بعض لوگ ایک روز میں ختم کرتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو کوئی تین دن سے کم وقت میں قرآن شریف ختم کرے تو علم دین جو قرآن میں ہے وہ اسے حاصل نہ ہوگا۔ (کیمیائے سعادت ص ۲۰۶/تا ۲۰۸/ملخّصاً)

تجوید کی اہمیت

قرآن مجید ترتیل اور تجوید سے پڑھنا واجب اور ضروری ہے چنانچہ علامہ زجری علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں: مَنْ لَّمْ يُجَوِّدُ الْقُرْاٰنَ اٰثِمٌ یعنی جو شخص قرآن کو تجوید کے ساتھ نہیں پڑھتا وہ گنہگار ہے۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن کریم میں ترتیل کے متعلق تاکید فرماتا ہے وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلاً یعنی تم ضرور ترتیل سے قرآن کو پڑھو۔ اور ترتیل کی تعریف مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے یہ فرمائی ہے تَجْوِيْدُ الْحُرُوْفِ وَمَعْرِفَةُ الْوُقُوْفِ یعنی حرفوں کو صحیح صحیح مخرج اور صفات کے ساتھ ادا کرنا اور وقف کے مقامات اور کیفیات کو جاننا۔ پس جب قرآن پاک کا حکم معلوم ہوگیا تو اب ایسی صورت میں تجوید سیکھنا ہر مسلمان مرد وعورت کو نہایت ضروری ہے۔ اس لئے کہ بلا علم تجوید قرآن کا صحیح پڑھنا ممکن نہیں۔ البتہ قرآن کا لہجہ اور خوش آوازی سے قواعد تجوید کی رعایت کے ساتھ پڑھنا محمود اور پسندیدہ ہے لہٰذا ہر حرف کو صحیح طرح سے ادا کرنا قرآن مجید کی تلاوت کے وقت اشد ضروری ہے اگر لفظ کو صحیح سے ادا نہیں کیا گیا تو قرآن شریف کی آیت کے معنی میں زبردست فرق آ سکتا ہے اور معاذ اللہ کبھی کبھی تو ایسا فرق عظیم واقع ہوتا ہے کہ بارگاہ خداوندی میں تعریف کرنے کے بجائے توہین ہو جاتی

ہے۔لہذا قرآن کریم کو صحیح طور پر پڑھنا ہر مسلمان مرد وعورت پر لازم وضروری ہے۔

حروف تہجی الف تا یا انتیس (۲۹) ہیں۔

اگر ان حروف کو صحیح مخارج کے ساتھ نہ نکالا گیا تو معنی میں ایسا زبردست فرق آئے گا کہ آپ حیران ہو جائیں گے مثلاً قلب (دل) کلب (کتا) اب دیکھئے قلب اور کلب کے معنی میں کتنا بڑا فرق ہے۔ اگر ''ق'' اور ''ک'' میں فرق کر کے نہ پڑھا گیا تو معنی کتنا بدل گیا وہ آپ اچھی طرح سمجھ گئے ہوں گے۔

اسی طرح عظیم (بہت بڑا) عجیم (گونگا)

اب دیکھئے عظیم اور عجیم میں کتنا بڑا فرق ہے۔

کوئی شخص اللہ پاک کی شان میں عظیم بطور صفت کہے اور حرف ظ کا تلفظ صحیح ادا نہ کرے اور ''ظ'' کے بدلے جیم کا تلفظ ادا کرے تو اب آپ ہی سوچیں کہ وہ شخص خداوند قدوس کی عظمت و بزرگی بیان کر رہا ہے یا بارگاہ رب العزت میں نازیبا لفظ بک رہا ہے۔

قرآن مقدس کے تلفظ میں چند غلطیوں کی مثال بھی ملاحظہ کرتے چلیں:

نمبر شمار	صحیح تلفظ	غلط تلفظ
۱	اِذَا جَاءَ نَصۡرُ اللّٰهِ	اِذَا جَاءَ نَسۡرُ اللّٰهِ
	جب آئے اللہ کی مدد	جب آئے اللہ کا گدھ
۲	اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ	اَلۡهَمۡدُ لِلّٰهِ
	سب خوبیاں اللہ کو	بھوکوں مرنا واسطے اللہ کے
۳	اَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ	اَنَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ

	جن پرانعام کیا تونے	جن پرنیند کو غالب کیا تونے
۴	قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ	قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَهَدٌ
	تم فرماؤ وہ اللہ ہے وہ ایک ہے (کنزالایمان)	تم فرماؤ وہ اللہ ہے وہ بزدل ہے
۵	وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ	وَهُوَ الْعَلِيُّ الْاَذِيْمُ
	اور وہی ہے بلند بڑائی والا	اور وہی ہے اوپر آفت کا مارا

ان مختصر مثالوں کے بعد حدیث پاک اور امام اہل سنت سرکار اعلیٰ حضرت اور حضور صدر الشریعہ علیہما الرحمۃ والرضوان کی تحریروں کی روشنی میں مسلمانوں کے قرآن غلط پڑھنے کا وبال ونکال ملاحظہ کریں۔

حدیث پاک میں فرمایا گیا رُبَّ تَالِيِ الْقُرْاٰنِ وَالْقُرْاٰنُ يَلْعَنُهٗ یعنی بہترے قرآن پڑھتے ہیں اور قرآن انہیں لعنت کرتا ہے (فتاویٰ رضویہ، ج ۳، ص ۸۲)

سرکار اعلیٰ حضرت آج سے تقریباً ایک سو سات سال قبل تحریر فرماتے ہیں: قرأت دیکھئے اتنی تجوید کہ ہر حرف دوسرے سے صحیح ممتاز ہو فرض عین ہے بغیر اس کے نماز قطعاً باطل ہے۔ عوام بیچاروں کو جانے دیجئے، خواص کہلانے والوں کو دیکھئے کتنے اس فرض پر عامل ہیں۔ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور اپنے کانوں سے سنا، کن کو؟ علماء کو، مفتیوں کو، مدرسوں کو، مصنفوں کو قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ کی جگہ اَهَدٌ پڑھتے ہوئے۔ يَحْسَبُوْنَ كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ کی جگہ يَعْسَبُوْنَ. هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ کی جگہ فَاعْذَرْهُمْ. وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ کی جگہ وَهُوَ الْعَذِيْذُ بلکہ ایک صاحب کو اَلْحَمْدُ شریف میں صِرَاطَ الَّذِيْنَ کی جگہ صِرَاطَ اللَّظِيْنَ. کس کس کی شکایت کی جائے یہ حال اکابر کا ہے پھر عوام بیچاروں کی کیا گنتی۔ اب کیا شریعت ان کی بے پروائیوں کے سبب اپنے احکام

منسوخ کردے گی۔ نہیں نہیں اِنَّ الْحُکْمَ لِلّٰہِ وَلاحَوْلَ وَلا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ط (فتاویٰ رضویہ، ج/اول، ص/۵۵۶)

پھر آپ تحریر فرماتے ہیں ـــــــ قرآن مجید بے پڑھے کوئی شخص صحیح نہیں پڑھ سکتا۔ جس نے قرآن مجید نہ پڑھا اور استاذوں سے صحیح نہ کیا اسے جائز نہیں کہ اوروں کو پڑھائے نہ لوگوں کو جائز ہے کہ اس سے پڑھیں یا اپنی اولاد کو اس سے پڑھوائیں وہ سب گنہگار ہوتے ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد نہم نصف آخر، ص/۱۰۳)

اسی طرح صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

مسئلہ۔ خوش خواں کو امام بنانا نہ چاہئے بلکہ درست خواں کو بنانا چاہئے۔ (عالمگیری، بہار شریعت حصہ چہارم، ص/۲۲) یعنی بہت اچھی آواز والے کو امام نہ بنایا جائے۔ بلکہ اچھا اور صحیح پڑھنے والے کو امام بنایا جائے۔

پھر اپنے زمانے کے حافظوں پر رنج و قلق اور تأسّف کا اظہار فرماتے ہوئے آپ رقم طراز ہیں ـــــــ افسوس صد افسوس کہ اس زمانہ میں حفاظ کی حالت نہایت ناگفتہ بہ ہے۔ اکثر قرآن ایسا پڑھتے ہیں کہ ''یَعْمَلُوْنَ، تَعْلَمُوْنَ'' کے سوا کچھ پتہ نہیں چلتا۔ الفاظ اور حروف کھا جایا کرتے ہیں۔ اور جو اچھا پڑھنے والے کہے جاتے ہیں انہیں دیکھئے تو حروف صحیح ادا نہیں کرتے۔ ''ہمزہ، الف، عَیْن'' اور ''ذ، ز، ظ'' اور ''ث، س، ص، ت، ط'' وغیرہ میں تفرقہ نہیں کرتے جس سے قطعاً نماز نہیں ہوتی۔ فقیر کو انہیں مصیبتوں کی وجہ سے تین سال تراویح میں ختم قرآن مجید سننا نہ ملا۔ مولیٰ عزّ وجل مسلمان بھائیوں کو توفیق دے کہ وہ مَا اَنْزَلَ اللّٰہُ پڑھنے کی کوشش کریں۔ (بہار شریعت حصہ چہارم، ص/۲۲)

آج کل بہت سی مساجد میں ۳/روزہ یا ۶ یا ۷ روزہ تراویح کا اہتمام کئے جاتے

ہیں جس میں حفاظ تیز رفتاری سے تلاوت کرتے ہیں جس کی وجہ سے وہ حروف صحیح طور پرادانہیں کر پاتے اور نمازی صحیح طرح سن بھی نہیں پاتے۔تو بجائے ثواب،عتاب الٰہی کے سزاوار ہوتے ہیں۔لہٰذا مسلمان اس جانب توجہ دیں اور اپنی عاقبت و آخرت سنوارنے کی فکر کریں۔اور قرآن کو اس طرح پڑھوا کر سنیں جس طرح شریعت حکم دیتی ہے۔ورنہ پڑھنے والے اور سننے والے سب گنہگار ہوں گے۔

مسلمانو! غور کرو سرکار اعلیٰ حضرت اور آپ کے خلیفہ و مرید رشید صدر الشریعہ تقریباً ایک صدی پیشتر کے جو احوال بیان کر رہے ہیں اسے پڑھ کر اندازہ لگائیں کہ اُس زمانے کے اہل علم کہے جانے والوں کا جب یہ حال تھا تو آج کے مغربی تعلیم و تربیت ،لباس و پوشاک ،تہذیب و تمدّن کے دلدادہ اور سنیما، ٹی وی اور موبائیل کی رنگینی میں دن رات زندگی گزارنے والے بیشتر مسلمانوں کے مذہبی حالات کس قدر پراگندہ اور خراب ہو چکے ہیں۔ یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے۔ بلکہ وہ ہر مذہبی اور دینی سوجھ بوجھ رکھنے والے افراد پر خوب روشن اور آشکارہ ہے۔

ایسے پُرفتن اور پرآشوب ماحول میں ہم ان لوگوں سے کوئی گفتگو کرنا بے سود سمجھ کر صرف اُن اہل اسلام کو مخاطب کرنا چاہتے ہیں جن کے دلوں میں ابھی اسلام و ایمان کی کچھ چنگاری باقی ہے۔

مسلمانو! سنو! اور خوب غور سے سنو! کہ دین کی بقا علم دین سے ہے۔ جہاں دینی تعلیم ہے وہاں دین باقی ہے اور جہاں علم دین نہیں وہاں جہالت کا دور دورا ہوگا۔اس کتاب کے آغاز میں اس علم کے جو فضائل و بزرگی بیان کئے گئے ہیں اس کے حصول کی ضرورت دور حاضر میں اور بڑھ گئی ہے مگر آج کل مسلمانوں میں دینی تعلیم کی تحصیل کا رجحان قریب قریب ختم ہوتا جا رہا ہے۔حالانکہ یہ بات مبنی بر حقیقت ہے کہ ہر قوم کی ترقی کا دارومدار تعلیم پر ہے جب انسان کے دماغ میں عمدہ خیالات، بلند

حوصلے، نفیس معلومات ہوں گے تو اپنی عقل و تدبیر سے کوئی اچھا کام لے سکے گا۔ زمانۂ حال میں مسلمانوں کی معلومات بالعموم انگریزی، ہندی وغیرہ دنیوی تعلیم و تعلم، غیر شرعی ترانے، کفری نعرے اور گانے، بے حیائی اور بے پردگی، سنیما، ٹی وی اور موبائل و کمپیوٹر وغیرہ میں منحصر ہیں ان کے جیسے تباہ کن اثرات ہونے چاہئے وہ ہو رہے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کے مذہبی اور اسلامی حالات روز بروز خراب سے خراب تر ہوتے جا رہے ہیں۔ عمدہ خصائل اور اوصاف فاضلہ سے اہل اسلام محروم ہوتے جا رہے ہیں۔

مذہبی تعلیم کے لئے مدارس و مکاتب اس وقت بہت کم ہیں اور چونکہ ہمارا علمی دینی مذاق خراب ہو چکا ہے اس لئے عام دماغوں میں مدارس کوئی ضروری اور کارآمد چیز بھی نہیں خیال کئے جاتے اور اسی لئے مدرسوں کی نہایت قلیل تعداد مسلمانوں کو بہت کافی بلکہ ضرورت سے زیادہ معلوم ہوتی ہے۔ قاعدے کی بات ہے کہ جس چیز سے انسان کو رغبت نہ ہو تو وہ کم بھی ہے تو ضرورت سے زیادہ معلوم ہوتی ہے۔

مسلمانوں کی ترقی کے عہد کو سامنے لائیے تو آپ کو نظر آئے گا کہ ہمارے اسلاف شب و روز علم دین کی ترقی میں مصروف تھے۔ ان کی نگاہوں میں علم دین ہر چیز سے زیادہ ضروری اور قابل قدر تھا۔ بے شمار دینی درسگاہیں کھلی ہوئی تھیں۔ علماء کو بیش قرار تنخواہیں دی جاتی تھیں، طلبہ کے لئے وظیفے مقرر تھے مسلمانوں کی علمی قدر دانی طلبہ میں شوق تحصیل پیدا کرتی تھی۔ ان کی راتیں مطالعہ میں سحر ہو جایا کرتی تھیں اور وہ اپنے اعزہ و اقارب اور وطن تک کو مدّت تحصیل تک فراموش کر جاتے تھے۔ اسی کا نتیجہ تھا کہ دنیا کی نگاہوں میں ان کی عزت تھی، جہان ان سے تہذیب سیکھنے کے لئے سر نیاز جھکا دیتا تھا۔ وہ جس کام کے لئے قدم بڑھاتے تھے کامیابی ان

کا خیر مقدم کرتی تھی۔

لہٰذا آج ضرورت اس بات کی ہے ہم مسلمان، خدا اور سول سے ڈریں اور اپنے جملہ گناہوں سے سچی توبہ کریں اور نئے حوصلے اور عزم محکم کے ساتھ اپنے جائز دنیوی علوم واُمور کے ساتھ ہی ساتھ ضروری دینی تعلیم سیکھنے اور سکھانے اور اس پر عمل کرنے کے لئے پورے طور پر آمادہ ہو جائیں اور اپنے اہل وعیال عزیز واقارب اور دوست و احباب کو بھی اس جانب راغب کرنے کی ہر ممکن کوشش عمل میں لائیں، تو امید قوی ہے کہ اس عمل خیر کی برکت سے رحمت خداوندی اور نصرت ربّانی ہماری دستگیری فرمائے اور ہمارا کھویا ہوا وقار لوٹادے اور دونوں جہان کی کامیابی و کامرانی سے ہم کنار فرمادے۔

دینی اور اسلامی علوم کا مصدر و سرچشمہ قرآن حکیم ہے، دنیا کی کوئی ایسی چیز نہیں جو قرآن سے باہر ہو، ایک صحابی نے فرمایا کہ اگر اونٹ باندھنے کی رسی کھو جائے تو میں اسے بھی قرآن میں پالیتا ہوں، اس سے پتہ چلتا ہے کہ علم وفضل کا منبع و مرکز قرآن ہے، لیکن افسوس کہ آج ہمیں قرآن سے شغف نہیں۔ تھوڑے ایسے لوگ ملیں گے جو قرآن کو قرآن کی طرح پڑھنا جانتے ہوں گے اور جن کو پڑھنے کا سلیقہ آتا بھی ہے ان میں بہت قلیل تعداد ملے گی ان حضرات کی جو مخارج وصفات اور اوقاف کی رعایت کے ساتھ قرآن پڑھ لینے کے ساتھ معانی ومطالب کلام الٰہی سے آگاہ ہوں۔ پہلی پریشانی تو یہی ہے کہ مسلمان بھی کہ بہت سے مسلمان کہے جانے والے مایجوز بہ الصلوٰۃ کے معیار پر نہیں اترتے اس لئے راقم نے مناسب خیال کیا قرآن مجید پڑھنے کے لئے مخارج حروف آسان پیرائے میں پیش کردیے جائیں۔ لہٰذا حروف تہجی کے مخارج جو تجوید کی کتابوں میں مذکور ہیں وہ

یہاں درج کئے جارہے ہیں کلام الٰہی کے شیدائی ان کے مطابق صحیح خواں حضرات کی مدد سے اپنی زبان پر چڑھائیں اور قرآن پاک صحیح پڑھنے کی ہر ممکن کوشش کریں۔

(۱) شروع حلق سینہ کی جانب سے "ء، ہ" اور درمیان حلق سے "ع، ح"، نکلتا ہے اور آخری حلق سے "غ، خ"، ادا ہوتا ہے۔ (۲) جڑ زبان تالو سے مل کر "ق" ادا ہوتا ہے اور اسی کے فوراً بعد "ک" ادا ہوتا ہے۔ (۳) بیچ زبان تالو سے مل کر "ج، ش، ی" (غیر مدہ ادا ہوتی ہے) (۴) کنارہ زبان داڑھ سے مل کر "ض" ادا ہوتی ہے، زبان کی کروٹ یعنی بائیں کنارے کو اوپر کے بائیں داڑھوں سے لگانا دائیں داڑھوں کے بہ نسبت آسان ہے اگرچہ دائیں طرف سے بھی ادا کرنا صحیح ہے، زبان کی نوک اور کہیں نہ لگنے پائے، آواز مثل "ظ" کے ہوتی ہے مگر بالکل "ظ" نہ ہو۔ (۵) سرا زبان اور اوپر کے سامنے والے دانتوں کی جڑ سے "ت، د، ط" ادا ہوتے ہیں، "ت، د" پتلی اور "ط" موٹی یعنی پُر ہوتی ہے۔ (۶) "ث، ذ، ظ" ان تینوں حروف کا مخرج ایک ہی ہے مگر صفات میں فرق کی وجہ سے ہر ایک حرف کی آواز الگ الگ ہے، مخرج یہ ہے سامنے والے اوپر کے دانتوں کے کنارے سے زبان کا کنارا لگانا یعنی زبان کی نوک کا اوپری حصہ دانتوں کے سرے سے اس طرح ملے کہ سامنے بیٹھنے والے کو زبان کی ذرا سی نوک باہر نظر آئے اور یہ بھی ذہن نشین کرادیا جائے کہ "ث" اور "ذ" کی آواز نرم ہوتی ہے اور "ظ"، کی آواز بھری ہوئی (منہ بھر) ہوتی ہے۔ (۷) "ز، س، ص" زبان کی نوک کو سامنے کے اوپر اور نیچے کے دانتوں کے اندرونی حصے سے ملا کر ادا ہوتے ہیں۔ مخرج تینوں حروف کا ایک ہے، مگر آواز میں فرق ہے یعنی "ز" کی آواز سخت ہوتی ہے، "ص" کی آواز س کی طرح ہوتی ہے مگر "ص" کی آواز پُر اور "س" کی آواز باریک ہوتی ہے مثل سیٹی کے یہ سات

حروف پُر پڑھے جاتے ہیں اور انھیں سات حرفوں کو حروف مستعلیہ کہا جاتا ہے وہ یہ ہیں: ''خ، ص، ض، غ، ط، ق، ظ''۔(۸) کنارہ زبان مسوڑھے سے مل کر ''ل'' ادا ہوتا ہے۔(۹) سرا زبان تالو سے مل کر ''ن'' ادا ہوتا ہے۔(۱۰) اوپر کے دانتوں کا کنارہ نیچے کے ہونٹ کی تری سے مل کر ''ف'' ادا ہوتا ہے۔(۱۱) دونوں ہونٹ سے مل کر ''ب، م'' اور کچھ کھلا رہ کر ''و'' (غیر مدہ) ادا ہوتا ہے۔(۱۲) حلق کی خالی جگہ سے ''الف'' اور بیچ زبان تالو کی خالی جگہ سے ''یـــاء'' مدہ اور ہونٹ کی خالی جگہ سے ''واو'' مدہ ادا ہوتا ہے۔

تمام حروف کے مخارج کی تفصیل بھی ملاحظہ کریں:

(ا) حلق کی خالی جگہ سے ''الف'' ادا ہوگا، لیکن حروف حلقی کی طرح ادا نہیں ہوگا۔ حروف حلقی چھ ہیں، ء، ہ، ع، ح، غ، خ۔

(ھ، ء) حلق کے نیچے کا حصہ جو سینہ کی طرف ہے یعنی سینے کے پاس ہے۔

(ع، ح) حلق کے درمیان سے

(غ، خ) حلق کا اوپر کا حصہ جو زبان کی جڑ کے بعد شروع ہوتا ہے۔

(ق) زبان کی جڑ کے اوپر والے تالو کے نرم حصے سے۔

(ک) ق کے مخرج کے پہلے تالو کا جو سخت حصہ ہے وہاں سے۔

(ج، ش، ی) زبان کا بیچ والا حصہ اوپر کی طرف یعنی تالو میں لگا کر۔

(ض) زبان کا دایاں یا بایاں کنارہ اوپر کی داڑھ سے لگانا اور زبان کی نوک (انی) اوپر کے تالو میں لگانا اور بہتر یہ کہ زبان کا بایاں کنارہ اوپر کی داڑھ سے لگائے۔

(ل) زبان کا کنارہ اوپر والے مسوڑے سے لگانا، یعنی اوپر والے دانتوں کی جڑ جو اوپر والے تالو کی طرف، وہاں پر زبان کا کنارہ لگانا۔

(ن) زبان کا سرا یعنی نوک تالو میں لگانا۔

(ر) پشت زبان یعنی زبان کا نیچے والا وہ حصہ جو زبان کے نیچے کا حصہ ہے اس کا کنارہ تالو میں لگا کر۔

(ت، د، ط) زبان کا سرا (نوک زبان) اوپر کے سامنے والے دانتوں کی جڑ سے لگا کر۔

(ث، ذ، ظ) زبان کا سرا (نوک) اوپر والے سامنے کے دانتوں کے اندرونی کنارہ سے لگا کر۔

(ز، س، ص) اوپر اور نیچے کے سامنے والے دانتوں کو ایک دوسرے سے ملا کر ان کے ملنے کی جگہ کے اندرونی حصہ پر زبان کی نوک لگانے سے۔

(ف) اوپر کے سامنے والے دانت کے کنارے اور نیچے کے ہونٹ کے تری والے حصہ سے۔

(ب) دونوں ہونٹوں کے تری والے حصہ کے ملنے سے۔

(م) دونوں ہونٹوں کے خشکی والے حصہ کے ملنے سے۔

(و) دونوں ہونٹوں کے کنارے ملیں گے اور بیچ والے کھلے حصہ کی گولائی سے ادا ہوگا۔

منہ کے اندرونی حصہ بتیسی حلق، زبانی حلق اور زبان کا نقشہ دے کر ہر حرف کا صحیح مخرج اور ہر مخرج کی صاف صاف نشان دہی کی جا رہی ہے۔

چھ ۶ حروف حلقی کے علاوہ کے بقیہ حروف کے مخارج کا نقشہ
و
ب
م
ک
ق
ف
الف
الف
ض
ض
ت، د، ط
ث، ذ، ظ
ر
و
چھ حروف حلقی کے مخارج جو حلق سے ادا ہوتے ہیں۔ ء، ہ، ع، ح، غ، خ
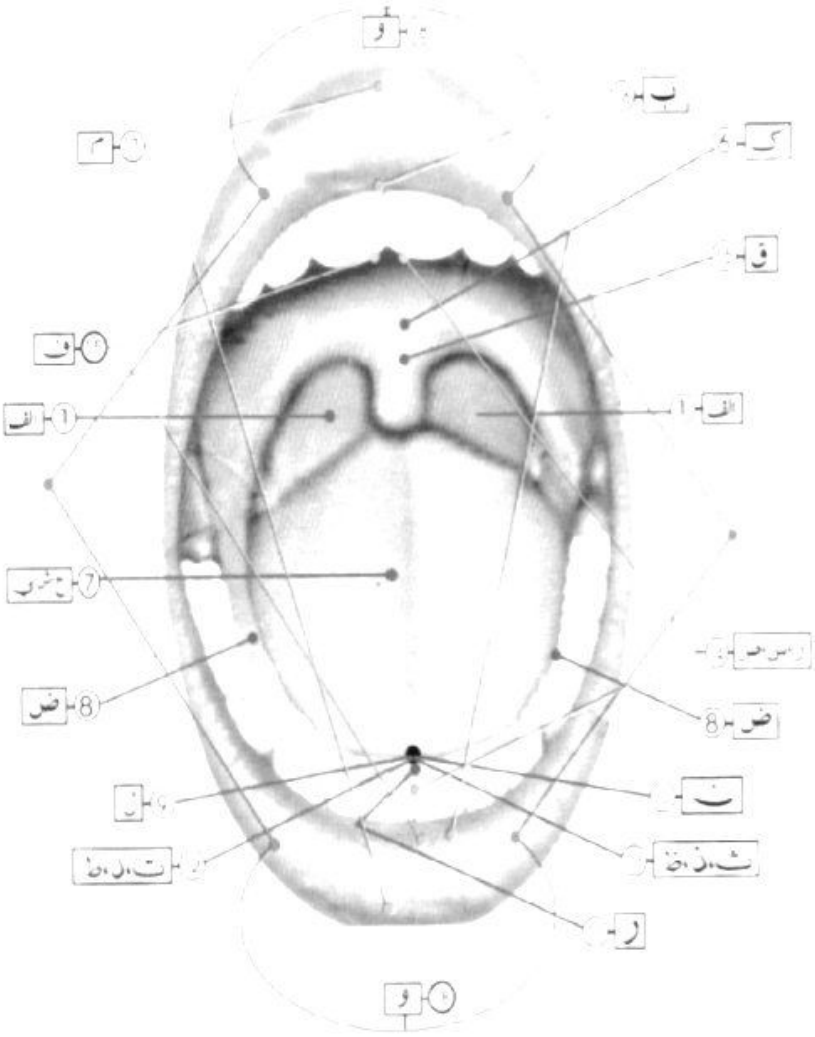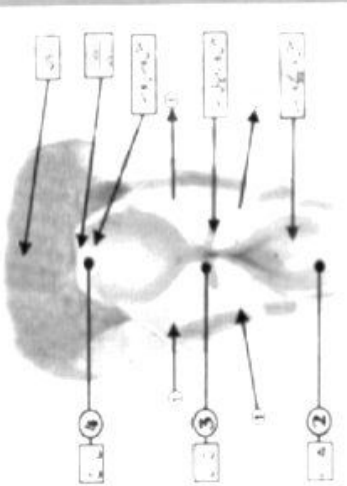
اوپر کے بیان سے معلوم ہوا کہ تجوید نام ہے قرآن کے حروف کو ان کے صحیح مخارج اور صحیح صفات کے ساتھ ادا کرنے کا۔لہٰذا حرفوں کے مخارج معلوم کرنے کے بعد صفات کے جاننے کی ضرورت ہے۔اس کی تفصیلی معلومات کے لئے ''مصباح التجوید'' وغیرہ کا مطالعہ کریں۔

یہاں مختصر طور پر یہ بتادیا جارہا ہے کہ جو حرف ایک دوسرے کے مشابہ ہیں وہ کسی نہ کسی صفت سے ضرور پہچانے جائیں گے۔ایسی صفت کو صفت ممیزہ کہتے ہیں۔پس صاد، طاء، ظاء اور قاف میں صفت ممیّزہ پُر ہے اور ثا، ذال میں نرمی والی صفت ممیزہ ہے اور ضاد کے ادا کرتے وقت آواز مخرج میں کسی قدر دراز ہوتی ہے۔یہ صفت ظاء میں نہیں ہے۔

قاعدہ (۱): راء۔پر زبر یا پیش ہو تو ہمیشہ پُر ہوگی جیسے رَحْــمَةٌ. رُزِقُــوْا وغیرہ۔

قاعدہ (۲): راء۔ساکن سے پہلے زبر یا پیش ہو تو راء پُر ہوگی جیسے بَرْقٌ. یُرْزَقُوْنَ وغیرہ۔

قاعدہ (۳): راء۔ساکن سے پہلے زیر ہو اور اس راء کے بعد کوئی پُر حرف اسی کلمہ میں ہو تو راء پُر ہوگی جیسے فِرْقَةٌ لیکن فِرْقٍ میں پُر اور باریک دونوں جائز ہے۔

قاعدہ (۴): رائے ساکن سے پہلے زیر عارضی ہو تو راء پُر ہوگی جیسے اِرْجِعُوْا وغیرہ۔

قاعدہ (۵): الف اور واؤ مدّہ سے پہلے کوئی پُر حرف ہو تو یہ دونوں بھی پُر ہوں گے جیسے قَالَ وَقُوْلُوْا وغیرہ۔

قاعدہ (۶): لفظ اللہ سے پہلے زبر یا پیش ہو تو لفظ ''اللّٰہ'' کا لام ہمیشہ پُر ہوگا

جیسے اَللّٰھُمَّ وغیرہ۔

ضروری تنبیہات:۔ پُرحرف کا مطلب یہ ہے کہ حرف موٹا پڑھا جائے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ حرف کو ادا کرتے وقت زبان کی جڑ کی تالو کی طرف اٹھے۔ پُر حرف کو ہونٹ سے کوئی علاقہ نہیں۔

مَا اور نَا کے ادا کرتے وقت ناک میں آواز ہرگز نہ جائے۔ اگر ایسا نہیں کیا تو کلام الٰہی میں حرف کی زیادتی لازم آئے گا۔

مسئلہ:۔ قرآن شریف پڑھنے میں تجوید ضروری ہے اور اتنی تجوید کے کہ کم از کم حروف صحیح ادا ہوں اور غلط پڑھنے سے بچیں کیوں کہ صحیح پڑھنا فرض عین ہے۔ (بزازیہ، فتاویٰ رضویہ، ج ۳/ ص ۱۳۰)

یہ مسئلہ بھی ضرور یاد رکھیں کہ صحت نماز کے لئے تجوید کا جاننا ضروری نہیں البتہ حروف صحیح ادا ہونا ضروری ہے۔ بہت سے ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جو سُن سُن کر صحیح پڑھتے ہیں۔ اگر ان سے حروف کے مخارج کے متعلق پوچھا جائے تو مخارج نہیں بتا سکتے۔ حالانکہ وہ صحیح طور پر قرآن پڑھتے ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ، ج ۳/ ص ۱۲۸)

یہ نقشہ ان کلمات کے تعلق سے ہے جو قرآن میں اور طرح لکھے ہیں اور پڑھنے میں اور طرح ہیں

نمبر شمار	لکھنے کی صورت	پڑھنے کی صورت	نمبر پارہ مع رکوع
۱	اَنَا	اَنَ	جس جگہ ہو
۲	یَبْصُطُ	یَبْسُطُ	سَیَقُوْلُ ۲ ۱۶ ء
۳	بَصْطَةً	بَسْطَةً	وَلَوْاَنَّنَا ۸ ۱۶ ء
۴	اَفَائِنْ	اَفَئِنْ	لَنْ تَنَا ۴ ۸ ء

۵	لَاالِی اللّٰہِ	لَاِلَی اللّٰہِ	لَنْ تنا ۴ ۸ء
۶	تَبُوْءَا	تَبُوْءَ	لَایُحِبُّ اللّٰہ ۶ ۹ء
۷	مَلَائِہٖ	مَلَئِہٖ	جس جگہ ہو
۸	لَا اَوْضَعُوْا	لَاَوْضَعُوْا	وَاعْلَمُوْا ۱۰ ۱۳ء
۹	ثَمُوْدَا	ثَمُوْدَ	سورۂ ہود اور فرقان، عنکبوت اور نجم ۴ جگہ
۱۰	لِتَتْلُوَا	لِتَتْلُوَ	وَمَا اُبَرِّیُٔ نَفْسِی ۱۳ ۱۴ء
۱۱	لَنْ نَدْعُوَا	لَنْ نَدْعُوَ	سُبْحَانَ الَّذِیْ ۱۵ ۱۶ء
۱۲	لِشَایْءٍ	لِشَیْءٍ	// // //
۱۳	لٰـکِنَّا	لٰکِنَّ	سُبْحَانَ الَّذِیْ ۱۵ ۱۶ء
۱۴	لَااَذْبَحَنَّہٗ	لَاَذْبَحَنَّہٗ	وَقَالَ الَّذِیْ ۱۹ ۱۷ء
۱۵	لَاالِی الْجَحِیْمِ	لَاِلَی الْجَحِیْمِ	وَمَالِیَ ۲۳ ۷ء
۱۶	لِیَبْلُوَا	لِیَبْلُوَ	حٰمٓ ۲۶ ۵ء
۱۷	نَبْلُوَا	نَبْلُوَ	تَبَارَکَ الَّذِیْ ۲۹ ۱۹ء
۱۸	لَااَنْتُمْ	لَاَنْتُمْ	قَدْسَمِعَ اللّٰہ ۲۸ ۵ء
۱۹	سَلَاسِلَا	سَلَاسِلَ	تَبَارَکَ الَّذِیْ ۲۹ ۱۹ء
۲۰	قَوَارِیْرَا	قَوَارِیْرَ	تَبَارَکَ الَّذِیْ ۲۹ ۲۹ء
۲۱	اَلظُّنُوْنَا	اَلظُّنُوْنَ	اُتْلُ مَااُوْحِیَ ۲۱ ۱۸ء
۲۲	اَلرَّسُوْلَا	اَلرَّسُوْلَ	وَمَنْ یَّقْنُتْ ۲۲ ۵ء
۲۳	السَّبِیْلَا	السَّبِیْلَ	وَمَنْ یَّقْنُتْ ۲۲ ۴ء
۲۴	وَجَایْءَ	وَجِیْءَ	عَمَّ ۳۰ ۱۴ء

نماز میں قرآن شریف پڑھنے کے مسائل ضروریہ

مسئلہ۔قرأت میں اتنی آواز ہونی چاہئے کہ اگر بہرا نہ ہو اور شور وغل نہ ہو تو خود سن سکے۔اگر اتنی آواز بھی نہ ہوئی تو نماز نہ ہوگی۔اسی طرح جن معاملات میں بولنے کو دخل ہے سب میں اتنی آواز ضروری ہے مثلاً جانور ذبح کرتے وقت بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہنے میں، طلاق دینے میں، آیہ سجدہ پر سجدہ تلاوت واجب ہونے میں اتنی آواز ضروری ہے کہ خود سن سکے (مراقی الفلاح)۔مسئلہ: قرآن پاک جہر کے ساتھ پڑھنے کا یہ معنٰی ہے کہ اتنی زور سے پڑھے کہ کم سے کم پہلی صف کے لوگ سن سکیں اس طرح پڑھنا کہ دو ایک آدمی سن سکیں جہر نہیں بلکہ آہستہ ہے۔مسئلہ: اگر منفرد قضا پڑھے تو ہر نماز میں آہستہ پڑھنا واجب ہے (درّ مختار) آہستہ پڑھ رہا تھا کہ دوسرا شخص شامل ہو گیا تو جو باقی ہے اسے جہر سے پڑھے اور جو پڑھ چکا ہے اس کا اعادہ نہیں۔مسئلہ: قرآن شریف الٹا پڑھنا مکروہ تحریمی ہے مثلاً یہ کہ پہلی رکعت میں قُلْ یٰٓاَ یُّھَا الْکٰفِرُوْنَ پڑھے اور دوسری رکعت میں اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ پڑھے۔یہ ناجائز ہے لیکن اگر بھول کر پڑھ دی تو کچھ نہیں۔مسئلہ: بچوں کو آسانی کے لئے پارۂ عَمَّ خلاف ترتیب پڑھانے میں حرج نہیں۔(ردّالمحتار) مسئلہ: اگر بھول کر دوسری رکعت میں پہلی والی سورہ شروع کر دی تو چاہے ابھی ایک ہی لفظ پڑھا ہو اسی کو پورا کرے۔دوسری پڑھنے کی اجازت نہیں مثلاً پہلی رکعت میں قُلْ یٰٓاَ یُّھَا الْکٰفِرُوْنَ پڑھی اور دوسری میں بھولے سے اَلَمْ تَرَ کَیْفَ شروع کر دی تو اسی کو پڑھے۔مسئلہ: درمیان سے ایک سورۃ چھوڑ کر پڑھنا مکروہ ہے لیکن اگر درمیان کی سورۃ پہلی سے بڑی ہو تو چھوڑ سکتا ہے مثلاً وَالتِّیْنِ کے بعد اِنَّآ اِنْزَلْنٰا پڑھنے میں

حرج نہیں اور اِذَا جَآءَ کے بعد قُلْ ھُوَ اللّٰہُ پڑھنا نہ چاہئے۔(درّمختار) مسئلہ: بہتر یہ ہے کہ فرض نمازوں میں پہلی رکعت کی قرأت دوسری رکعت سے کچھ زیادہ ہو اور فجر میں تو پہلی رکعت میں دو تہائی اور دوسری میں ایک تہائی ہو۔(عالمگیری) سنتوں اور نفلوں کی دونوں رکعتوں میں برابر کی سورتیں پڑھے۔(منیہ) مسئلہ: نوافل کی دونوں رکعتوں میں ایک ہی سورت پڑھنا یا ایک رکعت میں اسی سورۃ کو بار بار پڑھنا بلا کراہت جائز ہے۔(غنیّہ)(قانون شریعت حصہ اول ،ص ۷۸-۷۹) مسئلہ: نماز کی ہر رکعت میں امام و منفرد کو سورۂ فاتحہ میں ''وَلَا الضَّآلِّیْنَ'' کے بعد آمین کہنا سنت ہے۔(فتاویٰ رضویہ، ج ۳،ص ۷۲)

نماز کے باہر قرآن شریف پڑھنے کے مسائل:-مسئلہ: قرآن شریف نہایت اچھی آواز سے پڑھنا چاہئے لیکن گانے کی طرح نہیں کہ یہ نا جائز ہے بلکہ قواعد تجوید کی رعایت کرے۔مسئلہ: قرآن مجید دیکھ کر پڑھنا زبانی پڑھنے سے افضل ہے۔(عالمگیری) مسئلہ: مستحب یہ ہے کہ باوضو قبلہ رو اچھے کپڑے پہن کر تلاوت کرے اور تلاوت کے شروع میں اَعُوْذُ بِاللّٰہِ پڑھنا واجب ہے اور سورت کے شروع میں بِسْمِ اللّٰہ پڑھنا سنت ہے ورنہ مستحب۔اگر آیت پڑھنا چاہتا ہے اور اس آیت کے شروع میں ایسی ضمیر ہو جو اللہ تعالیٰ کی طرف راجع ہے جیسے ھُوَ اللّٰہُ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُو تو اس صورت میں اَعُوْذُ بِاللّٰہ کے بعد بِسْمِ اللّٰہ پڑھنے کا استحباب مؤکد ہے۔بیچ میں کوئی دنیوی کام کرے تو اَعُوْذُ بِاللّٰہ ، بِسْمِ اللّٰہ پھر پڑھ لے۔اور دینی کام کیا جیسے سلام کا جواب دیا یا اذان کا جواب دیا یا سُبحان اللّٰہ کہا اور کلمہ وغیرہ اذکار پڑھے تو اَعُوْذُ بِاللّٰہ پڑھنا اس کے ذمہ نہیں۔(غنیّہ وغیرہ) مسئلہ: سورہ برأت سے اگر تلاوت شروع کی تو اَعُوْذُ بِاللّٰہ ، بِسْمِ اللّٰہ کہہ لے ہاں اگر سورہ برأت تلاوت کے بیچ میں آئی تو

بِسْمِ اللّٰہ پڑھنے کی ضرورت نہیں اور جو یہ مشہور ہے کہ اگر تلاوت کی ابتدا سورۂ برأت سے کرے تب بھی بِسْمِ اللّٰہ نہ پڑھے یہ بالکل غلط ہے۔اسی طرح یہ بھی بے اصل ہے کہ اس کے ابتداء میں تعوذ پڑھے درمیان تلاوت میں نہیں (بہار شریعت) مسئلہ: جب ختم ہو تو تین بار قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ پڑھنا بہتر ہے۔ لیٹ کر قرآن پڑھنے میں حرج نہیں جب کہ پاؤں سمٹے ہوں اور منہ کھلا ہو۔ یوں ہی چلنے اور کام کرنے کی حالت میں بھی تلاوت جائز ہے جب کہ دل نہ بٹے ورنہ مکروہ ہے۔ (غنیّۃ) مسئلہ: غسل خانہ اور نجاست کی جگہوں میں قرآن مجید پڑھنا ناجائز ہے۔ (غنیّۃ و بہار) مسئلہ: جب بلند آواز سے قرآن شریف پڑھا جائے تو تمام حاضرین پر سننا فرض ہے جب کہ وہ مجمع سننے کی غرض سے حاضر ہو۔ ورنہ ایک کا سننا کافی ہے اگرچہ اور اپنے کام میں ہوں۔ (غنیّۃ، فتاویٰ رضویہ، بہار شریعت) مسئلہ: سب لوگ مجمع میں زور زور پڑھیں یہ حرام ہے۔ اکثر عرس و فاتحہ بالخصوص تیجہ، دسواں، بیسواں اور چالیسواں کے موقع پر سب لوگ زور زور سے پڑھتے ہیں یہ حرام ہے۔ اگر چند آدمی پڑھنے والے ہوں تو حکم ہے آہستہ آہستہ پڑھیں۔ (درمختار و بہار شریعت) مسئلہ: بازاروں میں اور جہاں لوگ کام میں لگے ہوں زور سے قرآن شریف پڑھنا ناجائز ہے اگر لوگ نہ سنیں گے تو گناہ پڑھنے والے پر ہے۔ مسئلہ: تلاوت کرنے میں کوئی معظم دینی، بادشاہ اسلام، عالم دین یا پیر یا استاذ یا باپ آجائے تو تلاوت کرنے والا اس کی تعظیم کو کھڑا ہو سکتا ہے۔ (غنیّۃ و بہار شریعت) مسئلہ: جو شخص غلط پڑھتا ہو تو سننے والے پر واجب ہے کہ بتا دے۔ بشرطیکہ بتانے کی وجہ سے کینہ و حسد پیدا نہ ہو۔ (غنیّۃ و بہار) مسئلہ: قرآن شریف پڑھ کر بھلا دینا گناہ ہے قیامت کے دن اندھا، کوڑھی ہو کر اٹھے گا۔ مسئلہ: قرآن شریف کی طرف پیٹھ نہ کی جائے نہ پاؤں پھیلایا

جائے۔ نہ پاؤں اس سے اونچا کریں۔ نہ یہ کرے کہ خود اونچی جگہ پر ہو اور قرآن شریف نیچے ہو۔ مسئلہ: قرآن شریف کے اوپر کوئی کتاب نہ رکھی جائے اگرچہ فقہ و حدیث ہی کی ہو۔ مسئلہ: قرآن شریف پرانا بوسیدہ ہوگیا کہ پڑھنے کے قابل نہ رہا تو کسی پاک کپڑے میں لپیٹ کر احتیاط کی جگہ دفن کر دیا جائے اور دفن کرنے میں اس کے لئے لحد بنائی جائے تاکہ اس پر مٹی نہ پڑے۔ مسئلہ: پرانے قرآن شریف کو جو پڑھنے کے قابل نہ رہا جلایا نہ جائے بلکہ دفن کیا جائے۔ مسئلہ: قرآن مجید جس صندوق میں ہو اس پر کپڑا وغیرہ نہ رکھا جائے۔ مسئلہ: کسی نے محض خیر و برکت کے لئے قرآن مجید اپنے گھروں میں رکھ چھوڑا ہے اور تلاوت نہیں کرتا تو گناہ نہیں بلکہ اس کی یہ نیت باعث ثواب ہے۔ (قاضی خان) (بحوالہ قانون شریعت حصہ اول، ص/۸۰تا۸۱)

ضروری مسئلہ :- حالت نماز میں، قرآن شریف سنتے وقت اور خطبہ سنتے وقت نام اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سن کر انگوٹھے چوم کر آنکھوں سے لگانے کا فعل نہیں کرنا چاہئے۔ کیوں کہ ان مواضع و مواقع میں کسی بھی قسم کی حرکت کرنا منع ہے۔ (فتاویٰ رضویہ قدیم، ج/۲، ص/۵۴۴)

اب اس سلسلے میں صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کے مدلل و مفصل فتاوے جو ایک سو دو سال قبل لکھے گئے ہیں وہ مع سوال و جواب ملاحظہ کریں۔

مسئلہ (۱۳۱) مسئولہ مولوی عبدالکریم صاحب، طالب علم درجۂ اولیٰ مدرسہ اہل سنت ۷/ربیع الاول شریف ۱۳۴۰ھ مطابق ۹/نومبر ۱۹۲۱ء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں:

(۱) کلام مجید مخارج سے ادا کر کے نماز میں پڑھنا فرض ہے یا سنت یا مستحب۔

(۲) اور جو شخص مخارج کو ادا نہیں کرتا ہے اس کی نماز ہوتی ہے یا نہیں اور اگر

وہ نماز پڑھا رہا ہو تو اس کی اقتداء کرنا چاہیے یا نہیں۔

(۳) اور جو شخص مخارج کے ادا کرنے کی سعی (کوشش) ہمیشہ کرتا رہتا ہے مگر ادا نہیں ہوتے تو اس کی نماز اور اس کی اقتدا جائز ہے یا نہیں۔

(۴) اور جس شخص میں اس قدر استطاعت وقدرت ہے کہ سعی وکوشش سے مخارج کو ادا کرلے گا پھر وہ کوشش نہیں کرتا تو اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔

اس پر شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کیا حکم ہے۔ جواب بحوالہ کتب ہونا چاہئے۔ بینوا توجروا

الجواب: (۱) قرآن مجید مطلقاً صحیح پڑھنا فرض ہے، نماز میں ہو یا بیرون نماز، اس طرح کہ حروف مخارج سے نکالے جائیں اور وہ صفات جن سے ایک مخرج کے چند حروف باہم ممتاز ہوتے ہیں، ان کی بھی رعایت کی جائے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ورتل القرآن ترتیلا قرآن کو ترتیل کے ساتھ پڑھو، تصحیح حروف تو بڑی چیز ہے، علمائے کرام تو تجوید کو بھی واجب کہتے ہیں، بلکہ مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے ترتیل کی تفسیر تجوید سے فرمائی، امام شمس الدین ابو الخیر محمد بن محمد بن محمد جزری مقدمہ جزریہ میں فرماتے ہیں:

وَالْاَخْذُ بِالتَّجْوِیْدِ حَتْمٌ لَازِمٌ
مَنْ لَمْ یُجَوِّدِ الْقُرْاٰنَ اٰثِمٌ
لِاَنَّہٗ بِہٖ الْاِلٰہُ اَنْزَلَا
وَھٰکَذَا مِنْہُ اِلَیْنَا وَصَلَا

تجوید کے ساتھ قرآن پڑھنا لازم حتمی ہے جو قرآن کو تجوید کے ساتھ نہ پڑھے گنہ گار ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ایسا ہی قرآن کو نازل فرمایا اور ایسا ہی قرآن ہم تک پہونچا۔ ان کے صاحبزادے تجوید کی رعایت کرنے پر شرح میں فرماتے ہیں:

اذا لم یراع ذالک فکانه قرأ القراٰن بغیر لغة العرب والقراٰن لیس کذالک فهو قارئ ولیس بقارئ بل هادم وعدم قراء ته اولیٰ من قرائته وهو بها من اَلَّذِیۡنَ ضَلَّ سَعۡیُهُمۡ فِی الۡحَیٰوةِ الدُّنۡیَا وَهُمۡ یَحۡسَبُوۡنَ اَنَّهُمۡ یُحۡسِنُوۡنَ صُنۡعاً ومن الداخلین فی قوله صلی الله علیه وسلّم رُبَّ قارئٍ للقراٰن والقراٰن یلعنه

یعنی جس نے تجوید کی رعایت نہ کی تو گویا غیر زبان عرب میں قرآن پڑھا حالانکہ قرآن غیر عربی نہیں تو بظاہر قرآن پڑھتا ہے اور فی الحقیقت قرآن پڑھنے والا نہیں بلکہ ہادم ہے اور اس کا نہ پڑھنا پڑھنے سے بہتر ہے اور اس طرح قرآن پڑھ کر وہ اُن لوگوں میں ہوا جن کی دنیوی زندگی میں کوشش بیکار ہوگئی اور وہ سمجھتے ہیں کہ ہم نیک کام کرتے ہیں اور ایسا پڑھنے والا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد میں داخل ہے، بہت سے قرآن پڑھنے والے وہ ہیں جن پر قرآن لعنت کرتا ہے۔**اعاذنا الله تعالیٰ منها. والله تعالیٰ اعلم**

جواب: (۲) جو شخص مخارج سے نہیں ادا کرتا اس کے پیچھے اس شخص کی نماز نہیں ہوسکتی جو صحیح پڑھ سکتا ہے اور خود اس کی نماز ہوگی یا نہیں اس کی دو صورتیں ہیں جو ۳ر اور ۴ر نمبر کے جواب سے ظاہر ہوں گی۔**والله تعالیٰ اعلم**

جواب: (۳) جو شخص صحیح پڑھنے پر قادر نہیں، اسے حکم ہے کہ پوری کوشش صرف کرے اور زمانۂ کوشش میں اس کی خود کی نماز ہو جائے گی اور اس جیسا کوئی دوسرا ہو یعنی جو حرف یہ ادا نہیں کرسکتا ہے دوسرا بھی اسی حرف کے ادا کرنے پر قادر نہ ہو تو اس کی امامت بھی کرسکتا ہے اور اگر صحیح خواں کی اقتدا کرسکتا ہو یا بقدر فرض قرآن مجید کا وہ حصہ پڑھ سکتا ہے جس میں وہ حرف نہ ہو جسے ادا نہیں کرسکتا یا

کوشش نہیں کرتا تو ان تین حالتوں میں جبکہ غلط پڑھے گا تو خود اس کی نماز بھی نہ ہوگی اور جب خود اس کی نہ ہوئی تو دوسرے کی اس کے پیچھے کیونکر ہوگی۔

درمختار میں ہے: **ولا یصح اقتداء غیر الالثغ به ای بالالثغ علی الاصح کما فی البحر عن المجتبیٰ وحرر الحلبی وابن الشحنة انه بعد بذل جهده دائما حتما کالامّی فلا یؤم اِلّا مِثْلَهُ ولا تصح صلاته اذا امکنه الاقتداء بمن یحسنه او ترک جهده او وجه قدر الفرض مما لالثغ فیه هٰذا هو الصحیح المختار فی حکم الالثغ وکذا من لا یقدر علی التلفظ بحرف من الحروف.**

توتلے کی اقتدا اُس کے لیے صحیح نہیں جو توتلا نہ ہو، اصح مذہب یہی ہے ایسا ہی بحر میں مجتبیٰ سے ہے اور حلبی اور ابن الشحنہ نے یہ تحریر فرمایا کہ وہ الثغ اپنی ہمیشہ پوری کوشش کرنے کے بعد امّی (ان پڑھ) کے مثل ہے، وہ صرف اپنے ہی جیسے کی امامت کرسکتا ہے اور اگر اچھے پڑھنے والے کی اقتدا کرسکتا ہے تو اس کی اپنی نماز بھی صحیح نہیں ہوتی ہے، یا کوشش کرنا ترک کردے یا بقدر فرض ایسی آیتیں پڑھ سکتا ہو جن کو توتلے پن کے بغیر پڑھ سکتا ہو یعنی صحیح ادا کرسکتا ہو الثغ کے بارے میں یہی صحیح اور مختار ہے، ایسا ہی حکم اُس شخص کا ہے جو حروف میں سے کسی حرف خاص کو صحیح ادا کرنے پر قادر نہ ہو۔

ردالمحتار میں فرمایا: **قوله دائما ای فی اٰناء اللیل واطراف النهار فما دام فی التصحیح والتعلم ولم یقدر فصلاته جائزة وان ترک جهده**

فصلاته فاسدة كما فى المحيط وغيره قوله حتما اى بذلا حتما فهو مفروض عليه قوله فلا يؤم الا مثله يحتمل ان يراد المثلية فى مطلق الثغ فيصح اقتداء من يبدل الراء المهملة غينا معجمة بمن يبدلها لاما وان يراد المثلية فى خصوص اللثغ فلا يقتدى من يبدلها غينا الا بمن يبدلها غينا وهٰذا هو الظاهر كاختلاف العذر فليراجع ح قوله وكذا من لايقدر على التلفظ بحرف من الحروف وذالك كالرهمٰن الرهيم والشيتان الرجيم والاٰلمين واياک نابُدُ واياک نستئين السرات انأمت فكل ذالک حكمه مامر من بذل الجهد دائما والا فلا تصح الصلاة به .

ہمیشہ کوشش کرنے کا مطلب یہ ہے کہ دن اور رات کے اوقات میں کوشش کرے جب تک کہ کوشش کر کے سیکھ رہا ہو، اس زمانہ کی اُس کی نماز جائز ہے اور اگر کوشش چھوڑ دے تو اس کی نماز فاسد ہے ایسا ہی محیط وغیرہ میں ہے یہ جو کہا گیا کہ وہ صرف اپنے ہی جیسے کی امامت کرسکتا ہے اس کا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ وہ مطلقاً لثغ (توتلا) میں اس کا مثل ہو اس تقدیر پر وہ شخص جو راء مہملہ کو غین معجمہ سے بدلتا ہے یہ اس کی اقتدا کرسکتا ہے جو راء کی جگہ لام پڑھتا ہے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ خصوص لثغ میں اس کا مثل ہو لہذا راء کو غین پڑھنے والا اس شخص کی اقتدا نہیں کرسکتا جو راء کو لام پڑھتا ہو، یہی ظاہر ہے جیسا کہ دو معذور جن کے عذر مختلف ہوں ان میں بھی ایسا ہی ہے الثغ (توتلا) کا جو حکم ہے یہی حکم اس شخص کا

ہے جو حروف میں سے کسی حرف کے تلفظ پر قادر نہ ہو جیسے کوئی یوں پڑھے الرھمن الرھیم الشیتان الرجیم المین وایاک نابد وایاک نستئین السرات انامت توان سب کا حکم وہی ہے جو گزر گیا کہ اگر ہمیشہ کوشش کرے تو نماز ہوگی ورنہ نہیں، فتاویٰ علامہ خیر الدین رملی میں ہے:

امامة الالثغ للمغائر
تجوز عند البعض من اکابر
وقد اباہ اکثر الاصحاب
لما لغیرہ من الصواب
وقلت نظما غابر الزمان
یزری بنظم الدر والجمان
امامة الا لثغ بالفصیح
فاسدة فی الراجع الصحیح

قال فی البحر بعد کلام کثیر والحاصل ان امامة الانسان لمماثلہ صحیحة الا امامة المستحاضة والضالة والخنثی المشکل لمثلہ ولمن دونہ صحیحة ولمن فوقہ لاتصح مطلقاً اہ

نیز اسی فتاویٰ خیریہ میں ہے: الراجح المفتی بہ عدم صحة امامة الا لثغ لغیرہ ممن لیس بہ لثغة۔ واللّٰہ تعالیٰ اعلم

توتلے کی امامت دوسروں کے لیے بعض اکابر کے نزدیک جائز ہے اور اکثر

اصحاب نے اس کا انکار کیا ہے بہ سبب اس کے غیر میں درستگی کی وجہ سے۔ زمانہ ماضی میں ایک نظم میں نے کہی تھی۔ موتی پرونے کو عیب دار کر دیتی ہے۔ توتلے کی امامت فصیح لوگوں کی صحیح اور راجح قول میں فاسد ہے۔ کثیر کلام کے بعد بحر میں کہا: حاصل یہ ہے کہ انسان کی امامت اپنے مماثل کی صحیح ہے سوائے مستحاضہ اور گمراہ کے۔ خنثیٰ مشکل کی اپنے مثل کی اور جو اس سے کم درجہ کے ہیں صحیح ہے اور اوپر درجہ کی تو مطلقاً صحیح نہیں ہے۔

نیز اسی فتاویٰ خیریہ میں ہے۔ راجح مفتیٰ بہ یہ ہے کہ توتلے کی امامت دوسرے کی جس کے ساتھ توتلا پن نہیں ہے، صحیح نہیں ہے۔

جواب: (۴) اس کا حکم ماسبق سے بخوبی ظاہر ہو گیا کہ نہ خود اس کی نماز صحیح ہے نہ دوسرا اس کی اقتدا کر سکتا ہے، جب شریعت مطہرہ حکم دیتی ہے کہ جو قدرت نہ رکھتا ہو وہ دن رات کوشش کرے پھر بھی صحیح ادا نہ کر سکے تو زمانہ کوشش کی نماز ہو جائے گی تو جو باوجود قدرت صحیح ادا نہیں کرتا اس کی شناعت کا کیا پوچھنا یہ شخص تارک فرض ہے اور اگرچہ بظاہر نماز پڑھتا ہے مگر بے نماز ہے اور نماز ترک کرنے پر جو وعیدیں ہیں ان کا مستحق اور جان بوجھ کر قصداً کلام اللہ کو بدلنا (۱) چاہتا ہے۔ اللہ عزوجل مسلمانوں کو قرآن پاک صحیح پڑھنے کی توفیق دے۔ **واللہ تعالیٰ اعلم**

حاشیہ از: حضرت علامہ مفتی شریف الحق صاحب امجدی علیہ الرحمہ

(۱) مسئلہ کی صورت یہ ہے کہ ایک شخص صحیح ادا کرنے پر قدرت رکھتا ہے پھر بھی صحیح نہیں ادا کرتا تو وہ ضرور بالقصد قرآن مجید کو غلط پڑھتا ہے اور قرآن مجید غلط پڑھنا قصداً اسے بدلنا ہے، مگر چونکہ اس کی نیت تحریف قرآن کی نہیں بلکہ وہ سستی اور لاپرواہی سے ایسا کرتا ہے اس لئے کافر تو نہ ہوگا البتہ شدید گنہگار ضرور ہوگا۔ **واللہ تعالیٰ اعلم۔ امجدی**

(فتاویٰ امجدیہ اول، باب القرأۃ ص/۸۵تا۸۸)

مسئلہ (۱۳۲) مسئولہ حافظ علی حسین صاحب فرنیچر مرچنٹ از سرائے حکیم علی گڑھ

۱۴/ شوال المکرم ۱۳۴۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین فقہائے شرع متین اس مسئلہ میں زید امام ہے اس نے نماز جمعہ پڑھائی دوسری رکعت میں سورۂ **ھل اتاک** پڑھی **تَصْلیٰ نَاراً حَامِیَةً** کے بجائے تَصْلیٰ نَارًا حَامِیَةٌ ادا کیا ہے۔ کیا اس اعرابی غلطی سے نماز ہوگئی یا نہیں، زید فتاویٰ شامی کا حوالہ دیتا ہے اور کہتا ہے کہ اگر کیسی بھی اعرابی غلطی ہو جائے اور معنیٰ بدل جائے نماز ہو جائے گی، شامی کے قول کو ہمارے امام صاحب نے رد کیا ہے یا نہیں، اور زید یہ بھی کہتا ہے قرأت کوئی چیز نہیں (۱) اور یہ بھی کہتا ہے کہ فقہ کے مقابلے میں اگر کوئی معتبر حدیث مل جائے گی تو ہرگز نہیں مانوں گا، یہ جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: صورت مذکورہ میں یہ غلطی ایسی نہیں کہ نماز فاسد ہو، مگر جب اعرابی غلطیاں ایسی ہوں کہ تغیر معنی لازم آئے تو متقدمین کے نزدیک نماز فاسد

حاشیہ از: حضرت علامہ مفتی شریف الحق صاحب امجدی علیہ الرحمہ

قرأت بمعنی تجوید کا مطلقاً انکار کفر ہے کہ یہ ارشاد ربانی: **ورتل القرآن ترتیلا** کا انکار ہے۔ فتاویٰ رضویہ جلد سوم میں ہے تجوید بنص قطعی واخبار متواترہ سید الانس والجان علیہ وعلیٰ الہ افضل الصلوۃ والسلام واجماع تمام صحابہ وتابعین وسائر ائمہ علیہم الرضوان المستند ام حق وواجب وعلم دین شرع الٰہی ہے، **قال اللہ تعالیٰ: ورتل القرآن ترتیلا** اسے مطلقاً ناحق بتانا کلمۂ کفر ہے۔ **العیاذ باللہ تعالیٰ**

ہاں جو اپنی ناواقفی سے کسی خاص قاعدے کا انکار کرے وہ اس کا جہل ہے، اسے آگاہ ومتنبہ کرنا چاہئے۔ **وھو تعالیٰ اعلم** (امجدی)

ہو جاتی ہے اور متاخرین میں بھی اختلاف ہے اور اس صورت میں احتیاط یہ ہے
نماز فاسد ہونے کا حکم دیا جائے۔ شامی میں ہے:

ومثال مایغیر انما یخشی اللہ من عبادہٖ العلماء بضم ھاء الجلالۃ وفتح ھمزۃ العلماء وھو مفسد عند المتقدمین واختلف المتأخرون فذھب ابن مقاتل ومن معہ الیٰ انہ لایفسد والاول احوط ھذا اوسع کذا فی زاد الفقیر لابن الھمام

اور اس کی مثال جس سے معنیٰ بدل جائے **انما یخشی اللّٰہ من عبادہ العلماء** میں کلمہ جلالۃ کے ھاء کو ضمہ کے ساتھ اور علماء کے ھمزہ کو فتحہ کے ساتھ پڑھا جائے تو متقدمین کے نزدیک نماز فاسد ہو جائے گی اور متاخرین نے اختلاف کیا ہے ابن مقاتل اور اس کے متبعین اس طرف گئے ہیں کہ نماز فاسد نہیں ہوگی لیکن پہلا احتیاط پر مبنی ہے اسی طرح ابن ھمام نے زاد الفقیر میں کہا ہے۔

زید کا یہ کہنا کہ قرأت کوئی چیز نہیں، غلط ہے۔ تصحیح حروف ضروری ہے کہ اگر ایک حرف کی جگہ دوسرا حرف پڑھا اور معنیٰ فاسد ہو گئے نماز جاتی رہی اگر صحیح حروف ادا نہیں ہوتے تو حکم ہے کہ پوری کوشش کر کے تصحیح حروف کرے ورنہ اس کی نماز ہوگی ہی نہیں۔ درّ مختار میں الثغ (توتلا) کا حکم بیان فرمایا:

ولا تصح صلاتہ اذا امکنتہ الاقتداء بمن یحسنہ او ترک جھدہ او وجد قدر الفرض مِمَّا لَا لَثغَ فِیْہِ

اور توتلے کی نماز صحیح نہیں ہے جبکہ وہ اس شخص کی اقتداء پر قادر ہو جو اس سے بہتر قرأت جانتا ہو یا اس نے اپنی کوشش ترک کردی یا فرض کی مقدار پر

قدرت پائے جس میں لکنت نہ ہو۔

اس کے بعد فرمایا: **هٰذا هو الصحيح المختار في حكم الالثغ وكذا من لايقدر على التلفظ بحرف من الحروف او لا يقدر علىٰ اخراج الفاء الابتكرار**

یہی صحیح مسئلہ ہے اور توتلے کے حکم میں مذہب مختار ہے اور ایسے ہی وہ شخص جو کسی حرف کے تلفظ پر قادر نہ ہو یا فاء کی ادائیگی پر قادر نہ ہو مگر تکرار کے ساتھ۔

شامی میں قول درمختار **كذا من لا يقيم الخ** کے تحت فرمایا:

ذالک كالرهمٰن الرهيم والشيتان الرجيم والألمين واياک نابد واياک نستئين السرات انأمت فكل ذالک حكمه ما مر من بذل الجهد دائما والا فلا تصح الصلوٰة به

اور اگر قرأت سے مراد مد وشد واظہار واخفا وغنہ وترقیق وتفخیم وغیرہ ہیں تو اگرچہ ان کی وجہ سے نماز فاسد نہ ہوگی، مگر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ کوئی چیز نہیں۔ جزریہ میں ہے:

والاخذ بالتجويد حتمٌ لازمٌ

من لم يجوّدِ القراٰنَ اٰثمٌ

تجوید سیکھنا حتمی اور لازمی ہے جس نے قرآن پاک تجوید کی رعایت کے بغیر پڑھا اس نے گناہ کیا۔

احادیث پر عمل کرنا بغیر مدد فقہ یہ مجتہد کا کام ہے، مقلد کے لیے مجتہد کا قول سند ہے اور مجتہد نے جو کچھ فرمایا وہ احادیث سے فرمایا، حدیث کے الفاظ دیکھ لینے سے کام نہیں چلتا، اس کے معنی کی پوری واقفیت مجتہد کو ہوتی ہے۔

ہمارے لئے ائمہ کے اقوال عمل کے لیے بس ہیں۔(۱) وَاللّٰہُ تَعَالیٰ اَعْلَمُ
(فتاویٰ امجدیہ اول، باب القراءۃ،ص/۸۸،۸۹)

قرآن وحدیث اور فقہاء وائمہ کرام کے فرامین کی روشنی میں یہ بات خوب اچھی طرح واضح ہوگئی کہ قرآن شریف کس طرح حروف کی ادائیگی کے ساتھ پڑھنا ضروری ہے اور قرآن کی عظمت، مرتبہ اور شان کیا ہے نیز ہمارے اسلاف بالخصوص ہمارے امام نے اخیر وقت تک کس طرح قرآن کریم سے شغف رکھا۔

اسی لیے سرکار اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد وعورت پر فرض ہے شارحین حدیث نے فرمایا کہ علم سے مراد وہ مذہبی علم ہے جو مسلمانوں کو وقت پر ضروری ہے۔ مثلاً جب اسلام میں داخل ہو تو اس پر خدائے تعالیٰ

حاشیہ از حضرت علامہ مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ

(۱) غیر مجتہد پر مجتہد کی تقلید واجب ہے اور اس زمانے میں اس پر اجماع امت ہے کہ ائمہ اربعہ میں سے کسی ایک کی تقلید واجب ان کے علاوہ اور ائمہ مجتہدین کی جائز نہیں، اس لیے کہ ان ائمہ اربعہ کا مذہب مع تمام جزئی تفصیل کے بحفاظت موجود ہے۔ بخلاف ان ائمہ اربعہ کے علاوہ کہ ان کا مذہب آج محفوظ ہی نہیں، پھر ان کی تقلید کی اجازت بیکار ہے۔ بعض لوگ یہ دھوکا دیتے ہیں کہ ہم ان چاروں میں سے کسی ایک کی تقلید نہیں کرتے بلکہ ان چاروں میں جس کا مذہب احادیث کے مطابق پاتے ہیں اس کی تقلید کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ تقلید نہیں ہوئی، تقلید کے معنی ہیں کسی کی بات بلا دلیل ماننا۔ جب آپ کسی کی بات اس لیے مانتے ہیں کہ وہ آپ کے زعم میں حدیث کے مطابق ہے تو یہ بلا دلیل ماننا نہ ہوا بلکہ اپنے گمان کے مطابق دلیل سے ماننا ہوا پھر یہ تقلید نہ ہوئی بلکہ اپنی رائے پر عمل ہوا۔ تفصیل کے لیے انصار الحق، النہی الاکید اور پاسبان کے عقائد نمبر مطالعہ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم (امجدی)

کی ذات وصفات کو پہچاننا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت کو جاننا واجب ہوگیا، اور ہر اس چیز کا علم ضروری ہوگیا جس کے بغیر ایمان صحیح نہیں، اور جب نماز کا وقت آ گیا تو اس پر نماز کے احکام کا سیکھنا ضروری ہوگیا، اور جب مالک نصاب ہوگیا تو زکوٰۃ کے مسائل کا جاننا واجب ہوگیا، اور مالک نصاب ہونے سے قبل مرگیا اور زکوٰۃ کے مسائل نہ سیکھا تو گنہ گار نہ ہوا، اور جب عورت کو عقد میں لایا تو حیض ونفاس وغیرہ جتنے مسائل کا زن وشوہر سے تعلق ہے جاننا واجب ہوجاتا ہے۔وَعَلیٰ ھٰذَا الْقِیَاسِ

(اشعۃ اللمعات جلد اول ص ١٦١/از محقق علی الاطلاق شیخ عبد الحق محدث دہلوی بخاری علیہ الرحمۃ والرضوان)

دوسرے مقام پر ہمارے سرکار نے یوں ارشاد فرمایا کہ تم میں ہر ایک ذمہ دار ہے، اور ہر ایک سے اس کے ماتحت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔اور بقدرِ ضرورت علم دین کا حصول ہر مسلمان مرد وعورت پر فرض عین ہے مگر آج کا ماحول قریب قریب یہ بن چکا ہے کہ بچہ اسکول نہ جائے تو مارتے ہیں اور مسجد اور مدرسہ نہ جائے تو کوئی بات نہیں۔

انگلش پڑھنا اور بولنا سیکھ لے تو خوش ہوتے ہیں اور قرآن پاک صحیح طور پر نہ پڑھے، دین نہ سیکھے تو کوئی بات نہیں۔

دنیا کی طاقتوں سے بچوں کو متاثر کیا جاتا ہے، مگر اللہ تبارک وتعالیٰ کی طاقت وقوت اور رحمت سے متاثر نہیں کیا جاتا۔

دنیا بھر کے جھوٹے قصے کہانیاں سنائی جاتی ہیں مگر انبیائے کرام، صحابہ کرام، اولیائے عظام اور علمائے حق کے سچے واقعات نہیں سنائے جاتے۔

بچہ فلمی ایکٹروں کی نقل کرے تو خوش ہوتے ہیں مگر اپنے آقا ومولیٰ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنتوں پر عمل کرے تو مذاق اڑاتے ہیں۔افسوس صد افسوس!

ایسی مذہبی زبوں حالی میں اہل ایمان کی فلاح و بہبودی سے متعلق چند اہم

اُصول وضابطے قلمبند کئے جارہے ہیں اسے ضرور پڑھیں اور عملی جامہ پہنانے کی کوشش کریں۔

ضروری ہدایات

ہم مسلمان ہیں تو ہمارے لئے یہ ضروری ہے کہ ہم اپنے عقائد اہلسنّت و جماعت پر مضبوطی سے قائم رہیں۔ جس پر علمائے حرمین شریفین ہیں۔ اہلسنت کے جتنے مخالف مثلاً رافضی، وہابی، دیوبندی، غیر مقلد، تبلیغی، مودودی، نیچری، قادیانی، ندوی اور صلح کلی وغیرہم ہیں سب سے دور ونفور رہ کر اپنے مذہب اپنے مسلک اور اپنے قرآن کی حفاظت کریں۔ اگر ہم اس سے پہلوتہی کرتے ہیں تو اس کے اثرات مستقبل میں ہماری نسلوں پر بہت ہی برے پڑیں گے۔ اس لئے ہمارے لئے ضروری ہے کہ ـــــــ

(۱) ہم اپنے گھروں میں سنّیت یعنی مسلک رضویت کا اسلامی ماحول بنائیں۔ وفاداریٔ مصطفےٰ میں ہم خود اپنی زندگی گزاریں اور اپنے متعلقین کو بھی اسی طرز پر زندگی گزارنے کی تلقین کریں۔

(۲) صبح بیدار ہونے اور اپنے اہل و عیال کو بیدار کرنے کی عادت ڈالیں۔ نمازیں پنجگانہ کی جم کر پابندی کریں، بعد نماز فجر تلاوت قرآن پاک کو زندگی کا لازمی حصہ قرار دیں۔ بچوں کو قرآنی تعلیمات کی طرف راغب کریں۔ کسی صحیح خواں معلم کو ان کے پڑھانے کے لئے مقرر کریں جو انہیں مخارج اور تجوید کی مکمل رعایت کے ساتھ پڑھائیں۔

(۳) بچوں کی دینی تعلیم کے لئے ہر مسلم آبادی میں مکاتب قائم کئے جائیں اور ان میں تجوید کی رعایت کے ساتھ پڑھانے والے معلّمین مقرر کئے جائیں اور

ان کے نذرانے بھی ماہانہ معقول دیئے جائیں کہ ایسی تعلیم دے رہا ہے جس کا تعلق دنیاو آخرت دونوں جہان سے ہے۔

(۴) ان پڑھ یا عربی ناخواندہ جوانوں اور بوڑھوں کے لئے رات میں ''تعلیم بالغاں'' کے نام سے مکاتب قائم کئے جائیں۔جس میں تعلیم دینے کے لئے صحیح خواں امام ومؤذّن آمادہ کئے جائیں اوران حضرات کو بھی ان کی کارکردگی پر خاطر خواہ اجرت بھی دیئے جائیں یہ حضرات ان امام ومؤذن کی بھی مخارج صحیح کرائیں جواذان وتکبیر وغیرہ کے الفاظ صحیح ادانہیں کرپاتے ہیں۔اس لیے کہ قرآن صحیح پڑھنے کے ساتھ ہی ساتھ مذکورہ باتوں کی تصحیح بھی لازم وضروری ہے۔افسوس اس بات کی ہے کہ آج دیہات سے لے کر قریہ اورقریہ سے لے کر شہر تک مسلم اکثریت اس بلا میں گرفتار ہے۔کہ اَن پڑھ اوراُمّی مؤذن وغیرہ اس امر اہم کے لیے مسجدوں میں مقرر کئے ہوئے ہیں جو صرف خانہ پوری کرتے ہیں اور حقیقت میں مسجدیں اذان اورتکبیر کی برکتوں سے خالی رہتی ہیں۔جب کہ یہ مسئلہ روز روشن کی طرح فقہ کی کتابوں میں عیاں ہے کہ ''اذان شعائر اسلام میں سے ہے'' (قانون شریعت،ص/٦٦) جس سے اس قدر لاپرواہی برتی جارہی ہے۔

مولیٰ تبارک وتعالیٰ اہل ایمان کواس شعار کی صحیح ادائیگی کی جانب غور وفکر کرنے اورعملی جامہ پہنانے کی توفیق بخشے۔آمین

میرے دینی وایمانی بھائیو!اس قسم کے مکاتب ومدارس کوفروغ دینے کے لئے ہر مسلمان دامے،درمے،سخنے ہر طرح کی قربانی پیش کرے اور بڑھ چڑھ کر حصہ لے۔اس لیے کہ یہ بہت عظیم نیکی ہوگی اورصدقۂ جاریہ بھی۔کہ اس سے ہزاروں غلط قرآن پڑھنے والوں اورغلط اذان وتکبیر کہنے والوں کی اصلاح ہوجائے گی۔

(۵) اہل ذوق حضرات مخارج وغیرہ درست کرنے کے لئے راقم کے

ترتیب کردہ ''**نوری یسّرنا القرآن**'' ضرور حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ جس میں حروف کے مخارج کے ساتھ ہی ساتھ آسان پیرائے میں قرأت کے مخصوص قواعد کا سبقاً سبقاً مشق کروایا گیا ہے جیسے حروف قلقلہ، حروف مدّہ، حروف لین کسے کہے جاتے ہیں اور کیسے ادا کیے جائیں گے، نیز اظہار، اخفاء، اقلاب اور ادغام وغیرہ کی ادائیگی کس طرح کی جائے گی، مزید یہ بھی بتایا گیا ہے کہ ''ما اور نا'' کے ادا کرتے وقت ناک میں آواز ہرگز نہ جائے وغیرہ وغیرہ۔ اس کتاب کو سمجھ کر پڑھ لینے کے بعد ان شاءاللہ تعالیٰ قرآن پاک صحیح پڑھنا آسان ہو جائے گا۔

بفضلہٖ تعالیٰ و بعون سرکار مصطفیٰ فقیر قادری کی کوششوں سے تقریباً ١٤/١٥/ سال سے یہ کتاب ملک کے مختلف مقامات پر مکاتب و مدارس میں پڑھائی جاتی ہے۔ اس وقت یہ کتاب کتب خانہ امجدیہ ٤٢٥ ٹمیا محل جامع مسجد دہلی۔٦ سے طبع ہو رہی ہے۔ خواہش مند حضرات اس موبائل نمبر سے رابطہ قائم کریں۔

9717490057 - 011-23243187 - 8368056231

(٦) اسلامی تعلیمات کو عام کرنے کے لئے ہفتہ وار درس قرآن و درس حدیث کا مختلف جگہوں پر اہتمام کئے جائیں۔

(٧) ترجمہ قرآن کنز الایمان ہی پڑھیں دیگر تراجم جو دیوبندیوں، وہابیوں، نیچریوں وغیرہم کے ہیں ان سے لازمی طور پر بچیں۔

(٨) بچوں، جوانوں اور بوڑھوں کو روزانہ سو (١٠٠) مرتبہ کلمہ شریف اور درود غوثیہ پڑھنے کی تاکید کی جائے اور جمعہ کے روز مدینہ طیبہ کی جانب رخ کر کے کھڑے ہو کر سو (١٠٠) مرتبہ درود رضویہ پڑھنے کی رغبت دلائی جائے۔ اور ان لوگوں کو سونے کے وقت، بیدار ہونے کے وقت، کھانا کھانے کے بعد، استنجاء سے قبل اور فراغت کے بعد، سواری پر سوار ہونے کے بعد اور نیا چاند دیکھنے کے بعد

وغیرہ کی مسنون دعائیں ضرور یاد کروائی جائیں اور معلمین اسے وقتاً فوقتاً ان لوگوں سے پڑھوا کر سننے کا التزام بھی کرتے رہیں تاکہ انہیں یہ ضروری دعائیں یاد رہیں اور اوقات مقررہ پر پڑھتے رہنے کی انہیں تلقین بھی کرتے رہیں۔

(۹) گھر کے ذمہ داران اپنے گھر کے ہر فرد پر نگاہ رکھیں کہ وہ موبائل، ٹی وی وغیرہ پر اپنا وقت ضائع تو نہیں کر رہے ہیں۔اس کی جگہ پر انہیں تصحیح قرآن، درسی کتابیں اور اسلامی واقعات پڑھنے پڑھانے کی تاکید کی جائے۔اس میں کوئی شبہ نہیں کہ موبائل کام کی چیز ہے مگر اسی کے لئے جو اس کا صحیح استعمال جانتا ہو ورنہ دور حاضر میں اس کے غلط استعمال کا بازار ہر چہار جانب گرم ہے۔اس بلا سے ہم خود بچیں اور دوسروں کو بچانے کی کوشش کریں۔

ایسے ہی موقع کے لئے یہ اشعار کہے گئے ہیں۔

طریق مصطفیٰ کو چھوڑنا ہے وجہ بربادی
اسی سے قوم دنیا میں ہوئی بے اقتدار اپنی
غلط روی سے منازل کے بُعد بڑھتے ہیں
مسافرو! روش کارواں بدل ڈالو

پروردگار عالم مسلمانوں کو مذکورہ بالا تحریروں کو بغور پڑھنے اور ان پر عمل کرنے کی توفیق بخشے اور دونوں جہان کی کامیابی عطا فرمائے اور اس عاصی پر معاصی اور اس کے جملہ معاونین کے حق میں بخشش ونجات کا ذریعہ بنائے۔آمِیْنَ بِجَاہِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ وَالتَّسْلِیْم

ضمیمہ

راقم الحروف فقیر قادری اب اخیر میں ایمان وعقیدے میں جلا پیدا کرنے کے لئے کچھ ''قابل عمل قیمتی ارشادات'' کے ساتھ ہی ساتھ آقائے نعمت حضور بدر ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کے متعلقین اور خوش عقیدہ مسلمانوں کے مسلک و مذہب میں پختگی کے سلسلے میں صرف دو واقعہ برادر ایمانی و دینی ماسٹر محمد ادریس صاحب یار علوی مقام رمنگرہ پچپڑوا ضلع بلرام پور (یوپی) کے واسطے سے شامل کتاب کر رہا ہے۔ (اگرچہ حضور بدر ملت کی کتاب زندگی میں اس طرح کے کثیر واقعات ہیں) قارئین انہیں بغور پڑھیں اور اس دور صلح کلیت میں انہیں مشعل راہ بنائیں۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ دعوت اسلامی اور سنی دعوت اسلامی کے ذمہ داران سے پرزور مطالبہ کریں کہ اگر واقعی ان تحریکوں کے ذمّہ داروں کا نظریہ فتاوی حسام الحرمین کے مطابق ہے تو وقت ضرورت ردّ بد مذہباں سے گریز کیوں؟

فقیر قادری عفی عنہ ۲۸؍ذی القعدہ ۱۴۴۲ھ؍ بمطابق ۹؍جولائی ۲۰۲۱ء جمعہ مبارک

حضور بدر ملت کے تصلّب فی الدین کا ایک واقعہ

از: ماسٹر محمد ادریس صاحب یار علوی

حضور بدر العلماء موضع رمنگرہ، پچپڑوا ضلع بلرامپور (یوپی) میں آج سے تقریباً ۵۰؍۵۲؍سال قبل جب تبلیغی دورے پر تشریف لاتے تو محمد نعیم بھائی کے گھر پر قیام فرماتے تھے۔ وہ حضرت سے کافی عقیدت رکھتے تھے۔ حضرت کے قیام فرمانے کا سلسلہ ان صاحب کے یہاں کئی سالوں تک رہا۔ جب انہوں نے اپنی بڑی لڑکی کی شادی کی تو اس موقع پر مقام اور رہوا، ضلع بلرامپور کے ایک وہابی کو بھی انہوں نے

دعوت دے دی تھی۔ شادی کے کچھ دنوں کے بعد جب آپ کی ہمارے گاؤں میں آمد ہوئی تو روایت سابقہ کے مطابق انہیں کے گھر پر رات میں قیام فرمایا۔ صبح تقریباً ۱۰ ربجے محمد نعیم بھائی آپ کے لئے کھانا وغیرہ لائے اور منشی شبیر حسن صاحب یار علوی کو حضرت کو کھانا کھلانے کی ذمہ داری سپرد کر کے کسی ضرورت سے وہ گھر کے اندر چلے گئے۔ بہرحال منشی جی نے آپ کا ہاتھ وغیرہ دھلوا کر دستر خوان پر کھانا وغیرہ رکھ دیا اور آپ کھانا کھانے لگے۔ اور دینی گفتگو ہوتی رہی اسی بیچ مین منشی جی نے یہ بھی ذکر کر دیا کہ نعیم صاحب نے اپنی لڑکی کی شادی میں ایک وہابی کو دعوت دے دی تھی۔ اس وقت نعیم بھائی موجود نہیں تھے حضرت نے جب یہ خبر سنی تو فرمایا کہ محمد نعیم کو بلائیے۔ وہ گھر کے اندر سے آئے تو حضرت نے ان سے فرمایا کہ کیا آپ نے اپنی لڑکی کی شادی میں وہابی کو دعوت دی تھی؟ اس پر انہوں نے اقرار کر لیا کہ ہاں میں نے دعوت دی تھی۔ بس اسی وقت آپ نے کھانے سے ہاتھ روک لیا۔ دعا پڑھی اور منشی جی سے کہا میرا ہاتھ دھلائیے اور میرے ساتھ مسجد چلئے میں نماز چاشت پڑھوں گا۔ (اس گفتگو کے وقت میں وہاں موجود تھا)۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد آپ نے منشی جی سے کہا جائیے اور ادریس بھائی سے کہئے کہ وہ میرا بستر اپنے گھر پر لگائیں اب میں محمد نعیم کے گھر نہیں جاؤں گا۔ یہ خبر سن کر میں مسجد پہونچا اور حضرت سے عرض کیا کہ حضور ایسا کریں گے تو محمد نعیم صاحب کو تکلیف ہوگی۔ اس پر آپ نے ارشاد فرمایا کہ محمد نعیم کئی سالوں سے میری صحبت میں رہ رہے ہیں۔ وہ کوئی نئے آدمی نہیں ہیں۔ جب تک آدمی دین پر مضبوطی سے قائم رہے گا تو میرا اس سے تعلق برقرار رہے گا اور دین کے معاملے میں ڈھیل ڈھال اور لاپرواہی اختیار کرے گا تو میرا اس سے کوئی واسطہ و تعلق نہیں رہے گا۔ جب تک توبہ نہ کرلے گا۔

نوٹ:۔ حضرت بدرملت علیہ الرحمہ کے سختی کرنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ نعیم بھائی نے وہابیوں سے تعلقات ختم کر دیئے۔

حضور بدرملت کی ایک کرامت

حضرت علیہ الرحمہ جب دار العلوم فیض الرسول براؤں شریف میں تدریسی خدمات انجام دے رہے تھے اس زمانے میں ایک خط پوسٹ کارڈ پر لکھ کر محمد نعیم بھائی کے نام بذریعہ ڈاک روانہ کیا۔ اس کارڈ پر پتہ کی جگہ اردو زبان میں صرف اتنا لکھا ہوا تھا۔ ''۹۲ نعیم۔ رمنگرہ'' ڈاکخانہ اور ضلع کا نام لکھا ہوا نہیں تھا۔ مگر پھر بھی وہ خط ڈاکخانہ کے مہر کے ساتھ محمد نعیم بھائی کو وصول ہوگیا۔ موصوف نے خط وصول کرنے کے بعد کئی لوگوں کو دکھلایا اور مجھے بھی دکھلایا۔

اس زمانے میں جب حضرت رمنگرہ تشریف لائے تو نعیم بھائی نے حضرت سے کہا کہ حضور اگر کوئی خط لکھے اور خط میں پانے والے کا نام اور گاؤں کا نام تو لکھے لیکن پوسٹ آفس اور ضلع کا نام نہ لکھے تو کیا ایسا خط پانے والے کے پاس پہونچ سکتا ہے؟ حضرت نے فرمایا ہرگز نہیں تو نعیم بھائی نے وہ خط حضرت کو دکھلایا اور عرض کیا کہ یہ آپ ہی کا لکھا ہوا خط مجھے ملا ہے جس میں ڈاکخانہ اور ضلع کا نام نہیں لکھا ہے۔ حضرت نے ملاحظہ فرمانے کے بعد خاموشی اختیار فرمالیا۔

نوٹ:۔ اللہ والے اپنی کرامت کو چھپاتے ہیں۔

ایک عظیم خوشخبری

وہابی کی بارات واپس کر دی گئی

از: ماسٹر محمد ادریس یار علوی

۲۷ر شوال ۱۴۴۲ھ بمطابق ۸ر جون ۲۰۲۱ء بروز سہ شنبہ ہمارے گاؤں رمنگرہ ضلع بلرامپور میں عبد الخالق یار علوی کی بچی کی بارات آئی جب کہ موصوف یعنی لڑکی کے باپ کا قیام بمبئی ہی میں تھا انہوں نے بذریعہ فون مجھے نکاح پڑھانے کے لئے کہا۔ اس کے بعد میں اور اسی گاؤں کے عبد الحکیم بھائی نوری نماز ظہر کے لئے مسجد گئے اور وضو کے دوران عبد الحکیم بھائی نے بتایا کہ کوا اپورا اسٹیشن ضلع بلرام پور کے آس پاس ایک گاؤں ادئی پور ہے وہیں سے یہ بارات آئی ہے۔ اسی گاؤں کے ایک مولانا محمد رفیق صاحب قادری دار العلوم فاروقیہ مدھ نگر ضلع بلرامپور (یوپی) میں پڑھا رہے ہیں۔ انہوں نے ایک مرتبہ بریلی شریف کے سفر کے دوران ٹرین میں مجھ سے یہ بتایا کہ میرے گاؤں میں وہابیوں کی تعداد زیادہ ہے۔

ادئی پور کا نام سن کر میں نے حضرت مولانا صوفی زبیر احمد صاحب رضوی سے مولانا رفیق احمد صاحب قادری کا موبائل نمبر حاصل کیا۔ لڑکی کے باپ سے بذریعہ فون دولہا اور اس کے باپ کا نام معلوم کیا پھر مولانا رفیق احمد صاحب قادری سے ان دونوں کے بارے میں معلوم کیا کہ یہ سنی ہیں یا وہابی؟ اس کے جواب میں انہوں نے بتایا کہ یہ لوگ وہابی ہیں۔ اس کے بعد میں نے لڑکی کے باپ کے پاس فون کیا کہ وہابی ہونے کی وجہ سے میں نکاح نہیں پڑھاؤں گا پھر انہوں نے باراتیوں کے پاس فون کیا کہ آپ لوگ ماسٹر صاحب سے ملاقات کر کے اپنا سنی ہونا ثابت

کیجئے۔ ان میں سے تین لوگ میرے گھر پہونچے۔ میرے پاس پہونچتے ہی ایک شخص نے مجھ سے سوال کیا کہ سنی اور اہل حدیث میں کیا فرق ہے؟ میں نے جواباً اس سے کہا کہ اگر تم لوگ سنی ہوتے تو ایسا سوال ہرگز نہیں کرتے۔ ضرور دال میں کچھ کالا ہے۔ اس کے بعد وہ لوگ بارات میں واپس چلے گئے۔

پھر یہ بات طے پائی کہ ہم لوگ اس معاملے کی تحقیق کے لئے حضرت مولانا مفتی الحاج محمد حفیظ اللہ صاحب نعیمی کی خدمت میں چلیں۔ لہذا لڑکے کے باپ عبدالعزیز عرف بھگولے اور دونوں جانب کے ملا کر چھ سات آدمی میرے ساتھ پچپڑوا ضلع بلرامپور مفتی صاحب کے پاس پہونچے، مفتی صاحب نے حضرت مولانا رفیق احمد صاحب قادری کو بلایا اور مفتی صاحب نے لڑکے اور اس کے باپ کے بارے میں مولانا موصوف سے پوچھا کہ آپ ان لوگوں کو وہابی بتا رہے ہیں تو آپ کے پاس اس کی کیا دلیل ہے؟ اس پر مولانا موصوف نے حق گوئی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنا بیان دیا کہ اس آدمی کا مکان سنی مسجد ہی کے پاس ہے مگر یہ اور اس کے گھر والے وہابیوں کی مسجد میں نماز پڑھنے جاتے ہیں۔ جمعہ اور عیدین کی نماز بھی وہابی کی اقتداء میں پڑھتے ہیں۔ قربانی کے موقع پر یہ لوگ وہابی مولوی سے قربانی کرواتے ہیں۔ اور ابھی چند روز قبل اس کا ایک لڑکا مر گیا تھا تو اس کی نماز جنازہ بھی وہابی مولوی ہی سے پڑھوائی گئی تھی۔ حاصل کلام یہ کہ یہ لوگ وہابیوں کے کفری عقائد پر مطلع ہونے کے بعد بھی کافر نہیں جانتے ہیں۔

مفتی صاحب نے مولانا موصوف کا بیان سننے کے بعد ان لوگوں سے ارشاد فرمایا کہ تمہارے عمل سے یہ ثابت ہو رہا ہے کہ تم لوگ وہابی ہو۔ اس پر وہ لوگ خاموش رہے۔ اس کے بعد لڑکے کا باپ کہنے لگا۔ حضرت نکاح ہو جانے کا کوئی راستہ نکال دیا جائے میں توبہ کرنے کے لئے آمادہ ہوں۔ اس پر مفتی صاحب نے فرمایا تم اپنا مطلب حل کرنے کے لئے توبہ کرنا چاہتے ہو۔ میں توبہ کروانے کے لئے تیار ہوں مگر یہ بھی

خوب غور سے سن لو کہ وہابی کو توبہ کروا کر فوراً نکاح پڑھانے کا حکم نہیں دیا جائے گا۔توبہ کے بعد کچھ مدت تک اسے دیکھا جائے گا کہ آیا وہ توبہ پر قائم ہے یا نہیں؟ اس پر وہ لوگ سب کے سب خاموش رہے۔اس وقت میں نے مفتی صاحب سے کہا کہ حضور اگر ان لوگوں کو دین پیارا ہوتا تو یہ لوگ فوراً وہابیت سے بیزاری کا اعلان کرتے ہوئے توبہ کر کے سنیت اختیار کر لیتے۔توبہ کا نام تو یہ لوگ صرف مطلب نکالنے کے لئے لے رہے ہیں۔اس پر بھی وہ لوگ خاموش رہے۔ بہر حال مفتی صاحب نے شرعی فیصلہ سنا دیا کہ سنی خوش عقیدہ مسلمان کا نکاح وہابی عقیدہ والے سے باطل ہے۔اس کے بعد ہم سبھی لوگ پچپڑوا سے موضع رمنگرہ واپس چلے آئے۔ یہاں پہونچنے کے بعد جب یہ خبر لڑکی کو پہونچی کہ لڑکا اور اس کے گھر والے سب وہابی ہیں تو اس نے ہمت و جرأت سے کام لیتے ہوئے نکاح کے لئے اجازت دینے سے صاف صاف انکار کر دیا۔اور بتا دیا کہ میں وہابی سے کسی قیمت پر شادی نہیں کروں گی اور لڑکی کے باپ عبد الخالق یار علوی کو بذریعہ فون جب یہ خبر پہونچ گئی تو انہوں نے بھی لڑکے کے باپ کو دوٹوک لفظوں میں بتا دیا کہ تم لوگ مرتد وہابی ہو اس لئے میں کسی قیمت پر ہرگز ہرگز تمہارے لڑکے سے اپنی لڑکی کی شادی نہیں کروں گا تم اپنی بارات واپس لے جاؤ۔ بہر حال بعد نماز مغرب گاؤں کے سنی مسلمانوں نے بارات واپس کر دی۔

تنبیہ: اس واقعہ سے سنی خوش عقیدہ مسلمانوں کو عبرت حاصل کرنی چاہئے اور شادی کے موقع پر رشتہ ناطہ طے کرنے سے پہلے کسی عالم دین کی موجودگی میں ان کے عقائد و ایمان کی جانکاری خوب اچھی طرح حاصل کر لینی چاہئے۔اس لئے کہ وہابی، دیوبندی، تبلیغی، مودودی، اور ندوی وغیرہم بہت ہی عیاری اور مکاری سے کام لیتے ہیں۔اور اپنا ہم عقیدہ بنانے کے لئے لڑکے کی شادی کرنی ہو تو جہیز کا مطالبہ ہی نہیں کرتے اور لڑکی کی شادی میں جہیز اور نقدی لڑکے والے کو خوب دیتے ہیں تا کہ سنی عوام لالچ میں پڑ کر

اپنے بیٹے ،بیٹیوں کا نکاح وہابیوں ،دیوبندیوں سے کرنے میں ہچک نہ دکھائیں اس طرح بہت سارے سنّی بد عقیدگی کے شکار ہو گئے ۔حالانکہ سرکار اعلیٰحضرت تحریر فرماتے ہیں وہابیت ارتداد ہے ،مرتد مرد ہو یا عورت اس کا نکاح تمام جہاں میں کسی سے نہیں ہوسکتا ،نہ کافر سے نہ مرتد سے نہ مسلمان سے ۔(فتاویٰ رضویہ قدیم ج۔۵،ص۔۳۲۹)

اپنے مذہب کو نہ ہرگز چھوڑیئے بد عقیدوں سے نہ رشتہ جوڑیئے
بے ادب جو ہے رسول اللہ کا کیا تعلق ہم سے اس گمراہ کا
اس سے رشتہ ناطہ کرنا کیوں گوارا ہو گیا جو نبی کا نہ ہوا کیسے تمہارا ہو گیا

نوٹ :۔اس خوش خبری کے موقع پر راقم عبدالصمد قادری بھی اسی علاقے میں تھا ،اب جس کسی کو بھی ذرہ برابر شبہ ہو وہ اس فقیر سے اور مندرجہ ذیل نمبرات سے رابطہ قائم کر کے اطمینان حاصل کرے ۔اور اہل خیر حضرات اس سنیہ صحیح العقیدہ غریب بچی کی شادی کے لئے دامے ،درمے ،قدمے ،سخنے تعاون فرما کر عنداللہ ماجور ہوں ۔المعلن فقیر قادری

لڑکی کے والد عبدالخالق یار علوی ۔نمبر: 9764135477, 9004655808

ماسٹر ادریس صاحب یار علوی ۔موبائل نمبر: 9005380943

قابل عمل قیمتی ارشادات

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ میری امت تہتر فرقے ہو جائے گی جن میں بہتر فرقے دوزخی ہیں اور صرف ایک جنتی ہے اور اس گروہ کا نام اَلْجَمَاعَةُ ہے ۔اور بیشک میری امت میں ایسے فرقے نکلیں گے کہ ان میں بد عقیدگی اور نفسانی خواہشات اس طرح سرایت کر جائیں گے جیسے دیوانے کتّے کے کاٹے ہوئے کا زہر ۔کاٹے ہوئے کے جسم میں سرایت کر جاتا ہے ۔بد عقیدگی اور خواہشات نفسانی ان گمراہوں کی رگ و پے میں ہر ہر جوڑ میں سرایت کر جائے گی ۔(مشکوٰۃ شریف ص ۳۰)

اس حدیث شریف کی تشریح کرتے ہوئے حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں اس حدیث شریف میں بدعقیدگی وگمراہی کوکلب سے تشبیہ دی ہے۔ کَلَبُ (بفتح لام) وہ بیماری ہے جو آدمی کو دیوانہ کتے کو کاٹنے سے ہوتی ہے۔ اور اس مریض کے تمام جسم میں سرایت کر جاتی ہے۔ حالت اس درجہ بدتر ہوجاتی ہے کہ اگر یہ مریض کسی دوسرے آدمی کو کاٹ لے تو اس کو بھی یہی بیماری ہوجاتی ہے۔ پیاس کا غلبہ ہوتا ہے لیکن پانی کی طرف دیکھ بھی نہیں سکتا۔ اگر پانی پر نظر پڑتی ہے تو فریاد کرتا ہے اور بے قابو ہو جاتا ہے اور بسا اوقات تشنگی کے سبب مرجاتا ہے مگر پانی نہیں پی سکتا۔

نبیٔ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان گمراہ فرقوں کو دیوانہ کتّے کے کاٹے ہوئے مریض سے اس لیے تشبیہ دی ہے کہ اس مریض پر کتّے کا یہ زہریلا اثر اس طرح غالب ہوجاتا ہے کہ جسم کے ہر رگ وپے اور جوڑ جوڑ میں سرایت کر جاتا ہے۔ اور اگر مریض دوسرے شخص کو کاٹ لے تو اس کی بھی یہی حالت ہوجاتی ہے، اس کو بھی اپنا ہی جیسا مریض بنا دیتا ہے۔ اسی طرح بددینی اور بدعقیدگی کا زہریلا اثر ہے کہ بددین پر غالب ہوتا ہے۔ اس کے دل دماغ کے گوشے گوشے میں سرایت کیے رہتا ہے اور دوسروں پر بھی اثر انداز ہوتا ہے کہ دوسروں کو بھی اپنے ہی جیسا بدعقیدہ بنا دیتا ہے اور جس طرح سگ گزیدہ باوجود پیاس کے پانی نہیں پی سکتا اور پیاسا ہی مرجاتا ہے اسی طرح یہ بدعقیدہ لوگ راہ حق اختیار نہیں کرتے محروم ہی رہ جاتے ہیں۔ اس تشبیہ میں بددینوں، بدعقیدوں سے نفرت دلانا مقصود ہے کیونکہ دیوانے کتّے اور اس کے کاٹے ہوے مریض سے ہر سلیم الفطرت انسان کو نفرت ہوتی ہے۔ یہ بتانا مقصود ہے کہ اگر مسلمان سلیم الفطرت اور کامل الایمان ہے تو ان بدمذہبوں سے نفرت کرنا لازمی اور ضروری ہے۔ ایمان کی حفاظت اسی میں ہے۔ حدیث کی روشنی میں معلوم ہوا کہ یہ بدعقیدگی بڑا ہی مہلک مرض ہے اور متعدی بھی ہے اس مرض کا مریض دوسروں کو بھی اپنے ہی جیسا بیمار کر دیتا ہے۔ اسی لیے مسلمانو

ں کو چاہئے کہ بدعقیدہ لوگوں سے پرہیز وگریز لازم جانیں۔ان کی صحبت ان کی دوستی کو ایمانی ہلاکت تصور کریں۔ ہمیشہ ان سے دور رہیں اوران کو اپنے سے دور رکھیں اسی لیے حدیث شریف میں ارشاد فرمایا:اِیَّاکُمْ وَاِیَّاھُمْ لَا یُضِلُّوْنَکُمْ وَلَا یَفْتِنُوْنَکُمْ یعنی اے مسلمانو! تم لوگ بدمذہبوں سے دور رہنا اور اپنے کو ان سے الگ رکھنا کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ تمہیں گمراہ کردیں۔کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ تمہیں بدعقیدہ بنادیں۔

(مسلم شریف جلد اول صفحہ ۱۰) بحوالہ حیات حافظ ملت صفحہ ۳۵۴ تا ۳۵۵۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: تمام نیک کاموں میں سب سے محبوب عمل اللہ عزّ وجلّ کے واسطے دوستی رکھنا اور اللہ عزّ وجلّ کے واسطے دشمنی رکھنا ہے۔

پھر آپ فرماتے ہیں: کسی چیز کی محبت تجھ کو اندھا اور بہرا بنادیتی ہے۔ف۔یعنی حق کی محبت باطل باتوں کے دیکھنے سننے سے روک دیتی ہے اور باطل کی محبت حق باتوں کے دیکھنے سننے سے بہرہ کردیتی ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ باطل کی محبت اپنے دلوں سے نکال دو کہ وہ تمہیں حق باتوں کے دیکھنے سننے سے محروم کردے گی،اور حق کی حمایت اپنے قلوب میں جماؤ کہ باطل باتوں کو نہ تمہاری آنکھیں دیکھ سکیں نہ تمہارے کان سن سکیں۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ: امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دیتے رہو۔ایسا نہ ہو کہ تم پر اللہ تعالیٰ کوئی ظالم و جابر بادشاہ مقرر فرمادے جو نہ تمہارے بڑوں کی تعظیم کرے نہ تمہارے چھوٹے پر رحم کرے۔تمہارے نیک لوگ اس کے خلاف بددعائیں کریں تو ان کی دعا قبول نہ ہوں۔ مدد کے لئے پکارو تو تمہیں مدد نہ ملے۔تم مغفرت چاہو تو تمہیں مغفرت حاصل نہ ہو۔

حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سے نقل فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بارگاہ خداوندی میں عرض کیا کہ اے رب کریم تیرا محبوب ترین بندہ کون ہے۔حق تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا وہ بندۂ مومن جو میرے حکم کی طرف اس طرح

سبقت کرے جس طرح گدھا اپنے شکار پر جھپٹتا ہے۔ اور جو میرے نیک بندوں سے اس طرح ملے جیسے شیر خوار بچہ اپنی ماں کے پستانوں سے لپٹتا ہے۔ اور جو میرے حرام کردہ اُمور کا ارتکاب کرنے والوں پر اس طرح غضبناک ہو جس طرح چیتا اپنے دشمن کو دیکھ کر غضبناک ہو جاتا ہے۔ (ماخوذ از معارف شارح بخاری ص ۳۱۲)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: روز قیامت اللہ تعالیٰ سب اگلوں پچھلوں کو جمع فرمائے گا۔ دو منبر نور کے لاکر عرش کے داہنے بائیں بچھائے جائیں گے، ان پر دو شخص چڑھیں گے، داہنے والا پکارے گا اے جماعات مخلوق! جس نے مجھے پہچانا اس نے پہچانا اور جس نے نہ پہچانا تو میں رضوان داروغۂ بہشت ہوں مجھے اللہ عزوجل نے حکم دیا کہ جنت کی کنجیاں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سپرد کر دوں اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ابوبکر وعمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کو دوں کہ وہ اپنے دوستوں کو جنت میں داخل کریں۔ سنتے ہو گواہ ہو جاؤ۔ پھر بائیں والا پکارے گا: اے جماعات مخلوق! جس نے مجھے پہچانا اس نے پہچانا اور جس نے نہ پہچانا تو میں مالک داروغۂ دوزخ ہوں۔ مجھے اللہ عزوجل نے حکم دیا کہ دوزخ کی کنجیاں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سپرد کروں اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ابوبکر وعمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کو دوں کہ وہ اپنے دشمنوں کو جہنم میں داخل کریں، سنتے ہو گواہ ہو جاؤ۔ (فتاویٰ رضویہ مترجم ج ۳۰ ص ۴۳۲)

سرکار مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا ارشاد فرماتے ہیں: بیشک بندۂ مومن اللہ عزوجل سے دعا کرتا ہے تو رب جل وعلا جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرماتا ہے: اس کی دعا قبول نہ کر کہ میں اس کی آواز سننے کو دوست رکھتا ہوں۔ اور جب فاجر دعا کرتا ہے۔ رب جلّ جلالہ فرماتا ہے: اے جبرئیل اس کی حاجت روا کردے کہ میں اس کی آواز سننا نہیں چاہتا۔

پھر سرکار فرماتے ہیں جو مسلمان کسی مسلمان کا دل خوش کرتا ہے اللہ عزوجل اس خوشی سے ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تمجید وتوحید کرتا رہتا ہے۔ جب وہ مسلمان اپنی

قبر میں جاتا ہے اس کے پاس آکر کہتا ہے کیا مجھے تو نہیں پہچانتا؟ وہ مسلمان پوچھتا ہے تو کون ہے؟ کہتا ہے میں وہ خوشی ہوں جو تو نے فلاں مسلمان کے دل میں داخل کی تھی۔ آج میں تیرا جی بہلا کر تیری وحشت دور کروں گا، میں تجھے تیری حجت سکھاؤں گا، میں تجھے نکیرین کے جواب میں حق بات پر ثبات دوں گا، میں تجھے محشر کی بارگاہ میں لے جاؤں گا، میں تیرے رب کے حضور تیری شفاعت کروں گا، میں تجھے جنت میں تیرا مکان دکھاؤں گا۔ (فتاویٰ رضویہ مترجم، ج ۳۰ رص ۶۱۹ راور ۶۲۵)

تفسیر نور العرفان میں ہے۔ دنیوی ٹیپ ٹاپ کو آخرت کی بہتری کی دلیل سمجھنا کُفّار کا طریقہ ہے۔ حضرت امام محمد غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ احیاء العلوم میں تحریر فرماتے ہیں: توبہ کے تین رکن ہیں اپنے کئے پر شرمندہ ہونا، اللہ تبارک وتعالیٰ سے معافی چاہنا اور عہد کرنا کہ آئندہ ایسا گناہ نہیں کروں گا۔

خلیفۂ سرکار اعلیٰ حضرت قطب مدینہ علامہ ضیاء الدین مدنی علیہ الرّحمہ ارشاد فرماتے ہیں: شریعت کے پابند رہو۔ جس قدر شریعت کی اتباع کروگے اتنا ہی طریقت میں مقام حاصل ہوگا۔ دین کا کام دین کی خاطر کرو، نام ونمود کی خاطر نہیں۔ نماز، روزہ، صدقہ، خیرات اور قربانی تو فرائض وواجبات میں سے ہیں۔ اصل دین مُعاملات کی درستگی کا نام ہے۔ جو پیر مریدوں کا محتاج ہو وہ میرے نزدیک پیر ہی نہیں۔ شیطان کو اللہ تعالیٰ نے بڑی قوّت دے رکھی ہے۔ اور انسان اللہ تعالیٰ کے فضل ہی سے اس کے شر سے محفوظ رہ سکتا ہے۔ سلسلہ تو بس ایک ہی ہے۔ قادری باقی سَلاسِل سب اس کے بیچ میں آجاتے ہیں۔ نجد کی مٹّی میں خیر نہیں شر ہی شر ہے۔ عملِ صالح کی توفیق اللہ ہی کی طرف سے ہوتی ہے اور یہی قبولیت کی علامت ہے۔ مگر بندے کو کوشش کرنی چاہیے۔ ہدایت خدا کی طرف سے ہوتی ہے۔ یاغوث یاغوث کہے جاؤ دونوں جہاں میں خیر سے رہوگے۔

تمّت بالخیر